

NOT TO BE ISSUED

DECLASSIFIED



علاء دہ شوق و اشتیاقات

Checked
1987

الحمد لله

1995

نور مضافی

10



پسکان افسانہ
میں سے تامل اور ج

صلاح و حسن خلق

تبرکاتی خدای

6

اقسام ذیل کا جو مشہور دار و عمرہ، نفیس تنباکو تیار ہوتا ہے۔

قسم اول مشکى - فى سیر... ع
قسم دوم... ع
قسم سوم مشکى - فى سیر... ع
قسم چهارم... ع
قسم پنجم حفرانی - فى سیر... ع

قسم اول شکی طلایی - فی تولد -
قسم دوم - تقری -
قسم سوم -
قسم چهارم - - -
قسم پنجم - عفو فی الامور

قسم اول مشکى - فى قوله... ص ۷
قسم دوم " " " " " " " "
قسم سوم " " " " " " " "
قسم چهارم راجع الى حفصانى
قسم پنجم " " " " " " "

احمد حسین ولد ارشدین صاحبزادہ عارفی علی گڑھ

معذرت

میں نے اعلان کیا تھا کہ لسانِ عصر جنوری سے شائع ہوگا، مگر بجائے جنوری کے وہ مارچ تک نہ نکلا۔ اس اعلان کے بعد بہینِ وقتیں پیش آئیں انکا اندازہ ہم ہی کر سکتے ہیں ممکن تھا کہ ہم کوشش کر کے اس سے قبل بھی کوئی نمبر شائع کر دیتے۔ مگر بعد کو وقتیں پڑیں اب جہانِ نظر ہر سبب معلوم ہوا ہر کل وقتیں برف ہو گئیں اور اگر خدا نے چاہا تو آئندہ سے پرچہ برابر ترتیب سے شائع ہوتا رہے گا۔ ہم اپنے ان مہربانوں سے معذرت چاہتے ہیں جنہوں نے اشاعت کے قبل ہی معاونت کا وعدہ فرمایا تھا اور کر رہے کر رہی نسبت دریافت کرتے رہے۔ ہم انکی اس عنایت کے خاص طور پر ممنون ہیں اور امید ہے کہ وہ ہماری بجا معذرت کو قبول فرمائیں گے اور ہم ہمیشہ یہ کوشش کرتے رہیں گے کہ پرچہ اسکے معیار اور انکی توقع کے مطابق ثابت ہو۔ ہوا مستعان۔

اس تاخیر کا ایک خراب نتیجہ یہ پیدا ہوا کہ خلاصۃ السائل میں (جنوری نمبر کیلئے تیار کیا گیا تھا) بہت ہی پچھلے رسائل کا خلاصہ لیا گیا ہے، لیکن چونکہ تاثر مضامین علمی و ادبی ہیں کوئی بے لطفی ہے نہین ہو سکتی۔ ہم یہ وعدہ کرتے ہیں کہ آئندہ نمبر میں مسلسل مضامین کا کل خلاصہ دے دیں گے۔

نوٹ۔ پرچہ تین مطالبہ میں طبع ہوا ہے جسکی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

سورفی و اشتہارات

حصہ اول - ۱ - ۲۵، ۸ - ۲۸

حصہ دوم - ۱ - ۲۵، ۸ - ۳۲

حصہ اول - ۹ - ۲۴

حصہ دوم - ۹ - ۲۴، ۳۳ - ۵۶

حصہ اول - ۹ - ۳۶ - ۵۶

حصہ دوم - ۵۷ - آخر

مطبع دارالاشاعت

مطبع نوکلشو

مطبع آسی مدنی

لسانُ العصر

”گزارشِ ادبیہ و تحریکِ ناطقین“

جناب من

لسانُ العصر کا پہلا نمبر آپ کے پیش نظر ہے ہر سالہ میعار ہوتا ہوا ہے علمی و مالی معاونین کے مذاقِ طبیعت کا۔ اگر کوئی رسالہ اسے مضامین کے اعتبار سے بہت نفاست و چھپائی کے لحاظ سے ناقص ہے تو یہی نہیں ثابت ہونا کہ اُسکے کار پرہ از اس کام کی اہلیت نہیں رکھتے۔ بلکہ یہ امر خریداروں کی پستی مذاق کی بھی دلیل ہو ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسا رسالہ فروغ پائے۔ کسی بڑے فلاسفر کا قول ہے کہ ہر ملک کی تہذیب کا اندازہ اُسکی شاعری سے ہو سکتا ہے۔ فی زمانہ اگر دیکھا جائے تو اخبارات اور رسائل اس معیار کے لیے زیادہ موزوں ہیں۔ یورپ و امریکہ میں صد ہا بلکہ ہزار ہا رسائل شائع ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا حلقہ اثر و موضوع جداگانہ ہے۔ کثیر تعداد رسائل کی صرف قصۃ کہانیوں کیلئے وقف ہے۔ انکی قیمتیں بہت ہی کم اور اشاعت بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ان سے زیادہ قیمت اور کم اشاعت کے وہ رسائل ہیں جو امور ملکی و قومی پر عالمانہ بحث کرتے ہیں۔ ان سے بھی زیادہ قیمت اور کم اشاعت کے وہ پیچے ہیں جو خالص علمی مباحث شائع کرتے ہیں۔ قسم اول میں رائل میگزین اور لندن میگزین وغیرہ ہیں۔

جو نہایت اعلیٰ کاغذ پر تصویر دار چھپتے ہیں۔ ان کی قیمتیں چار چار پانچ پانچ آنے ہیں۔ قسم دوم میں نائٹینتھ سچری۔ فورٹ نائٹلی ریولیو۔ بلیک وڈ میگزین وغیرہ ہیں۔ یہ اوسط درجہ کے کاغذ پر بلا تصویر چھپتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک کی قیمت چھرونی پرچہ ہے۔ قسم سوم میں اڈنبرا ریولیو اور جرنل رائل اسٹیٹک سوسائٹی وغیرہ ہیں جو سہ ماہی چھپتے ہیں۔ اور ان کی قیمتیں علی الترتیب للہم ولہم روپی پرچہ ہیں۔ ان تمام رسائل کے صفحات بالعموم ایک تلو سے دو تلو تک ہوتے ہیں مگر قیمت کا انحصار تعداد صفحات پر نہیں بلکہ رسالہ کی اقسام پر ہے۔

جو امر پورپ رائے امریکیہ میں قابلِ عمل ہے وہ ابھی ہندوستان میں ناممکن ہے۔ یہاں علمی مذاق میں ابھی اس درجہ ترقی نہیں ہوئی ہے کہ ان اصناف اور ان اقسام کے رسائل مجداً شائع ہو سکیں۔ صاحبِ اشاعت کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ چار پانچ آنے میں لندن میگزین یا رائل میگزین کے مثل تفریحی پرچے شائع کر سکے۔ اسکے لیے ضرورت ہے کہ دو چار لاکھ خریدار ہوں اور یہاں دو چار ہزار کا ہونا بھی دشوار ہے۔ اس طرح پڑھنے والوں کے لیے ممکن نہیں کہ ہم ایک پرچہ خرید کر سکیں اور علمی رسائل کا ذکر ہی بیکار ہے۔ ان کے لکھنے والے اور سمجھنے والے ابھی اُردو خوانوں میں اتنے نہیں کہ کوئی خاص پرچہ اس مقصد سے جاری کیا جاسکے جن مضامین کو ہلوگ علمی مضامین کہتے ہیں وہ دراصل اس نام کے مستحق نہیں ہیں مگر ہماری بیانیگی کے لحاظ سے وہ بھی بہت ہیں۔

یورپ اور امریکہ میں ہر قسم اور ہر قیمت کے رسائل اسوجہ سے شائع ہو سکتے ہیں کہ وہاں پڑھنے والوں کی تعداد بے اندازہ اور دولت کی فراوانی ہے۔ ہندوستان میں اخبارات اور خاص کر اردو اخبارات کا شوق ابھی بہت کم ہے، اور اگر کچھ شوق ہو بھی تو مفلسی اس امر کا موقع نہیں دیتی کہ علمی مذاق کے لیے معقول رقم خرچ کیجا سکے۔ اس لیے یہاں وہی رسالہ کامیاب ہو سکتا ہے جو مختلف المذاق لوگوں کی ضروریات کو پورا کر سکے اور ساتھ ہی اسکے قیمت میں اعتدال مد نظر رکھے۔

ابتداء میں ارادہ تھا کہ لسان العصر میں صرف سیاسی اور علمی مضامین شائع ہوں لیکن مزید غور کے بعد تسلیم کرنا پڑا کہ بغیر شمول دوسرے مضامین کے پڑھنے والے نہیں ہو سکتا۔ پرچہ کا معیار اوسط رکھنا پڑے گا۔ ولایت کے پرچوں میں جو دقیق مضامین شائع ہوتے ہیں انکو ہم بہ تمامانہ لے سکیں گے بلکہ ان کے خلاصے اور حوالے پر اتکا کرنا پڑے گا۔ اگر کوئی ادق مضمون بوجہ اپنی دلچسپی یا اہمیت کے ترجمہ کیا جائیگا تو توضیح اور تشریح کے ساتھ لیکن اس سے یہ مقصد نہیں کہ پرچہ ادنیٰ درجہ کا ہو جائے بلکہ صرف یہ غرض ہے کہ متوسط لیاقت کے شخص کے لیے پرچہ قابل پسند اور دلکش ہو جائے اور دراصل یہی طبقہ ہے جو اس قسم کے رسائل سے کچھ استفادہ کر سکتا ہے ورنہ طبقہ علماء کو ایسے اور اس سے بہتر رسائل کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔

لسان العصر کے دو حصے کئے گئے ہیں حصہ اول میں تاریخی ادبی اور سیاسی مضامین ہونگے جو نہ زیادہ دقیق ہونگے اور نہ بالکل عامیانہ۔ دوسرے حصے میں دو باب

ہوں گے۔ ایک مین لایٹ لٹریچر ادب سادہ ہوگا اسمین تھے مذاق نظم اور اسی قسم
 کی دھسپ باتیں ہونگی۔ نظم مین یہ التزام رکھا جائیگا کہ جو گارستے اردو مین شائع ہوتے
 ہین ان کے بہترین اشعار انتخاب کر لیے جائیں جس نے مین ریاض الاجنہ اور کھپو
 سے شائع ہوتا تھا اور حضرت ریاض کے زندہ دلی کا شباب تھا اس وقت عطر فتنہ با حسن وجہ
 اس نازک کام کو انجام دیتا تھا اور ہم اس امر مین ایسی تقلید کریں گے وقتاً فوقتاً کسی
 خاص شاعر کے انتخابات بھی شائع ہوا کریں گے اور کبھی کبھی کوئی اور صنف نظم ہی اس
 حصہ مین نظر آجائیگی مگر کوئی پابندی یا التزام خاص نہیں کیا جائے گا۔ دوسرے حصے کا
 دوسرا باب ان لوگوں کے لیے علی الخصوص کارآمد ہوگا جو کسی نہ کسی وجہ سے اخبار مین
 مین زیادہ وقت نہیں صرف کر سکتے۔ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ اس کے ذریعہ سے مہینہ بھر
 کے ضروری حالات سے اس طرح واقفیت ہو جائے کہ تماشہ گاہ عالم کا کوئی سیمین نظر سے
 بچنے نہ پائے۔ مہینہ بھر کی خبریں واقعات پر رائیں، کتابوں کی فہرست اور انکی تنقید مختلف
 اردو انگریزی مضامین کے خلاصے اور اقتباسات سب اسی باب مین جمع ہونگے۔

ادھر جو کچھ ہم نے لکھا ہے اسے یہ نہ خیال کرنا چاہیے کہ ہم یہ دعویٰ کرتے ہین
 کہ رسالہ تمام عیوب اور کمزوریوں سے پاک اور ہر اعتبار سے مکمل ہوگا بلکہ ہم صرف
 یقین دلاتے ہین کہ ہمارے امکان مین جو کچھ ہوگا اسمین ہم کو تا ہی نہیں کریں گے۔
 ہر رسالہ کو مختلف المذاق اشخاص مختلف نظر سے دیکھتے ہین اور ہر شخص یہ
 چاہتا ہے کہ وہ رسالہ از سر تا پا اس کے تخیلات کا مخزن ہو لیکن اس وقت لوگ اس امر

کو فراموش کر دیتے ہیں کہ ڈیئر ٹی ٹیل ان کے ایک فرد ہے افراد انسانی سے۔ اسپر بہت ذمہ داریاں ہیں اور اسے بہت سی مشکلات پر غالب آنا پڑتا ہے۔ وہ اپنی تمام طاقت اپنے مقصد کے کامیاب بنانے میں صرف کرتا ہے۔ اور اپنی کاوش کا نتیجہ بہترین شکل میں پیش کرتا ہے۔ وہ کسی رئیس کا مصاحب نہیں کہ ایک شخص کو رُجھان طبیعت پر اپنے ایمان اور اپنی پبلک ذمہ داری کو قربان کر دے وہ اُس بہت بڑے گروہ کا جواب دہ ہے جو ناظرین کے نام سے اُس سے رابطہ اتحاد رکھتے ہیں جنہیں شخص کی مختلف حاجتیں اور مختلف خیالات ہیں۔ اس کا فرض ہے کہ وہ ایک ایسا انداز اختیار کرے جو اگرچہ ہر اخبار میں کے ہمنوا نہ ہو مگر کسی کے مخالف بھی نہ ہو۔ رائٹ آریبل آگسٹس برل کا یہ قول ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ ”کسی ڈیئر سے زائد از ضرورت توقع مت کرو۔“

پس یہ پرچہ جو آپ کے روبرو ہے درحقیقت نقش اول ہے جس کا ترقی و نیانہ صرف تنہا ڈیئر بلکہ معاونین کے ہاتھ میں ہے اصلاح اور ترمیم کے لیے ہم ہر وقت تیار ہیں۔ پرچہ کی جو جو ترقیاں ہمارے ذہن میں ہیں وہ رفتہ رفتہ ظاہر ہوں گی مگر معاونین سے ہماری یہ استدعا ہے کہ پرچہ کی اصلاح و ترقی کے نسبت خفیف سے خفیف خیال بھی جو اُن کے ذہن میں آئے اس سے ہموار و مطمع فرمائیں اور یہ خیال نہ فرمائیں کہ انکی تحریر چھوٹی ہو یا بڑی ایک عدیم الفرست شخص کے لیے بار ہوگی یا جس توجہ کی وہ مستحق ہے وہ توجہ اسپر نہ کی جائے گی

ہر زبان میں ایک نہ ایک پرچہ ایسا ہونا چاہیے جو سب پر فائق ہو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ لسانِ العصر اس پایہ کے حاصل کرنیکی کوشش نہ کرے۔ اگر ناظرین کی قلیل تعداد بھی اپنی رسلے پرچہ کے عیب و صواب کے متعلق دیا کرے۔ تو وہ دن دور نہیں جب یہی پرچہ اردو زبان میں سب سے فائق ہو جائے ایک اور امر ضروری واضح کر دینا لازمی ہے یعنی پالیٹکس میں اس پرچہ کی کیا روش ہوگی۔ اس پرچہ میں پوٹنگل مباحث ہونگے مگر گورنمنٹ کی مخالفت اور مختلف قوموں میں عناد کا پیدا کرنا اس پرچہ کا مقصد نہ ہوگا۔ بلکہ سکا پالیٹکس مختلف اقوام میں اتحاد کا پیدا کرنا گورنمنٹ اور رعایا کے درمیان سے غلط فہمیوں کا رفع کرنا اور معاملات کی پر اس طرز سے بحث کرنا جو پڑھنے والوں کے جوش کو نہیں بلکہ دماغ کو متوجہ کرے۔

اردو کے رسائل کی کمزوری اور پستی کی ایک خاص وجہ یہ بھی ہے کہ وہ لکھنے والوں کو کچھ معاوضہ نہیں دیتے۔ کوئی وجہ اسکی سمجھ میں نہیں آتی کہ ایک رسالہ کا اڈیٹر جس نے اپنے اوپر صرف اتنی ذمہ داری لی ہے کہ مختلف اشخاص کے مضامین کو یکجا کر کے شائع کرے کیونکہ ان تمام فوائد مالی کا مستحق سمجھا جائے جو اس اشاعت سے حاصل ہوں اور لکھنے والے کیونکہ اپنی محنت کے ثمر سے محروم رہیں لسانِ العصر سے یہ نقص رفع کر دیا گیا ہو آپ مضمون بھیجیے اور اس کے ساتھ یہ تشریح فرمائیے کہ آپ اسکا معاوضہ کیا چاہتے ہیں یا اس فیصلہ کو خود اڈیٹر چھپا دیجئے اگر اڈیٹر اس مضمون کو پرچہ میں درج کرنا مناسب سمجھے گا تو اسکا معاوضہ خاطر خواہ

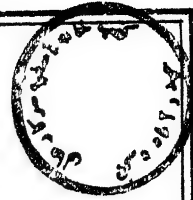
ویا جائیگا ورنہ مضمون بکثرت واپس کیا جائیگا۔ اگرچہ ہندوستان میں بہت ایسے اہل قلم ہیں جو معاوضہ لینا پسند نہ کریں گے مگر بہت سے ایسے اہل قلم بھی ہیں کہ اگر اُردو کے کل پرچہ معاوضہ ضامین کا نظام کریں تو ان اصحاب کو دوسرے مشاغل کی ضرورت نہ باقی رہے ملک انکی اعلیٰ قابلیت سے مستفید ہو اور وہ اپنے علمی نتائج کے سبب فکر معاش سے فارغ البال ہو جائیں۔ بہر حال لسانِ العصر نے جو عزم کیا ہے وہ اس پر انشاء اللہ قائم رہیگا اور اہل قلم کی خدمت تا امکان بجالائیگا۔

آخر میں یہ کہنا ضروری ہے کہ چونکہ اس پرچہ کی ترتیب اور چھپائی میں غیر معمولی اہتمام کیا گیا ہے۔ اور اسکی قیمت صرف ۸ روپے رکھی گئی ہے اور بہت سے اہل علم کی خدمت میں پرچہ بلا قیمت بامید تنقید روانہ کیا جاتا ہے۔ لہذا اب یہ نجاشن نہیں رہی ہے کہ وہ نادہند خریداروں کی کوئی فہرست رکھ سکے اور سپلائی سٹے ہننے یہ عذر بھی رفع کر دیا ہے کہ کم میعاد کی خریداری میں نقصان ہو یعنی قیمت ۸ روپی پرچہ مقرر ہے خواہ ایک پرچہ لیا جائے یا بارہ پرچے۔

غرض کہ اسحی منی والا تمام من اللہ پر اعتقاد کر کے اپنی جانب سے ہر ایک کوشش کا ہننے ارادہ کر لیا ہے اور ایسے دل کے ساتھ جس میں اُمید و بیم ایک دوسرے پر غالب آنے کی کوشش کر رہے ہوں ہم آج یہ رسالہ اپنے معاونین کے روبرو پیش کرتے ہیں۔ ع کے قبول اُفتدائے عز و شرف۔

نیا زمند

محمد حسین



تحقیقات عالم ارواح

موجودہ سائنس ہر شے کو عقلاً ثابت کرنا چاہتا ہے۔ اور جب تک کسی سلسلہ کا ثبوت حسی اور ذہنی طور پر چلے جائے سائنس اُسے تسلیم نہیں کر سکتا۔ یہ خیال نہ صرف یورپ کے تئیں محدود رہا بلکہ رفتہ رفتہ اسکا قبضہ تمام اقوام کے دلوں پر پڑتا جاتا ہے جو یورپین تہذیب کے زیر اثر یا اُس کے قریب آتی جاتی ہے۔

اہل ہند بھی اس عالمگیر اثر سے محفوظ نہیں رہ سکے۔ ایک مرکوز مذہب تسلیم کرتے ہیں زبان سے اُسکا انکار نہیں کرتے مگر وہ ایمانی تسکین جو ایک متفقہ قلب کا جوہر ہونا چاہیے کم گو گوئیں پائی جاتی ہے۔ اس کے لیے ضرورت ہے کہ فلسفہ مذہب نئے رنگ میں دکھایا جائے۔ گو اس کئے سے ہمیں خود تکلیف ہوتی ہے مگر امر واقعی یہی ہے کہ ان دنوں علمائے دنیاوی کے ادنیٰ اقوال پر وہ توجہ ظاہر کی جاتی ہے جو علمائے ربانی کے اعلیٰ سے اعلیٰ ہدایت کی جانب نہیں کی جاتی۔

ایسی حالت میں تحسن طریقہ یہ ہے کہ مذہبی مسائل انہی علمائے دنیاوی کی تحقیقات کے موافق بیان کیے جائیں اور موقع موقع سے قدیم خیالات سے انکی مطابقت کی جائے۔ ان تمام مباحث میں ایک خیال ہمیشہ ملحوظ خاطر رہنا چاہیے 'وہ یہ کہ کسی امر کی علمی تحقیقات اور بد اعتقاد ہی میں بہت بڑا فرق ہو مثلاً ہمارا اعتقاد ہے کہ ملائکہ کی ہستی خارج از صفات انسانی موجود ہے لیکن باوجود اس اعتقاد کے ہم ہستی ملائکہ کی علمی تحقیقات کریں تو یہ دلیل ضعیف اعتقاد کی نہیں بلکہ بھگتی اعتقاد کی ہے۔ ہم اس سلسلہ کو روح کی بحث سے شروع کرتے ہیں۔ روح کیا ہے؟ ہم اسکا بھی جواب دین گے کہ

”امری“۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ جواب کتنے شخصوں کے اطمینان کا باعث ہوگا۔ ذیل میں جو مضمون درج کیا جاتا ہو وہ انگلستان کے مشہور اہل قلم مسٹر اسٹڈ کے زور قلم کا نتیجہ ہے۔ چونکہ مضمون خود بہت شرح ہے؟ اس لیے کسی تہمید کی ضرورت نہیں۔ اس سلسلہ کے ختم ہونے کے بعد انشاء اللہ زیادہ کی بحث شروع کی جائیگی۔

فورٹ ٹائیٹلی ریویو کے جنوری نمبر میں میں نے وہ واقعات بیان کیے تھے جنکی بنا پر میں اپنے اس دعوے کو حق بجانب سمجھتا ہوں کہ مردوں کے اس عالم میں واپس آنیکا مجھے علم ہے جن لوگوں نے اس مضمون کو پڑھا ہے انھیں یہ یقین کر تعجب نہ ہوگا کہ اپنے اعتماد کے قدرتی اور عقلی نتیجہ کے طور پر میں نے ایک دفتر قائم کیا ہے تاکہ وہ لوگ جو ایک دوسرے سے محبت رکھتے ہیں اور عارضی طور پر قبر نے ان کو جدا کر دیا ہے باہم اطلاعات حاصل کر سکیں۔ مدت سے یہ فرض مجھ پر عائد ہو چکا ہے کہ میں اسکی انجام دہی کو مختلف وجوہ سے ملتوی کرتا رہا۔ انہیں سے بعض اب نہیں باقی رہے، لہذا میں اسکی آزمائش میں زیادہ تاخیر نہیں کر سکتا۔ یہ امر بہت صاف طریقہ سے طے ہو جانا چاہیے کہ دوسری دنیا کے رہنے والے جو ہمیں یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہمارے اور ان کے درمیان اطلاعات باہمی کا سلسلہ قائم ہو سکتا ہے وہ کس حد تک اپنے دعوے میں بجا ہیں۔

۲۴۔ اپریل کو میں نے دونوں عالم کے درمیانی بحرِ نا متناہی پر پُل باندھنے کیلئے ایک دفتر لندن میں قائم کیا جو میرے قدیم دفتر نمبر ۷ ہاؤس میں واقع ہے

اور میرے دوسرے عالم کے اُس دوست کے تحت میں بچے جس نے پندرہ برس سے مجھے مجبور کر رکھا ہے کہ اپنے الفاظ کے ثابت کرنے کیلئے اُسے موقع دیا جائے۔

جن لوگوں کو دنیا کے جسمانی اور غیر جسمانی تعلقات تعجب خیز معلوم ہوتے ہیں وہ اس اعلان کو بہت ہی حیرت سے سنیں گے، لیکن جو لوگ جانتے ہیں کہ ایسے تعلقات قائم ہیں ان کو اس دفتر کے اجر سے صرف یہ تعجب ہو گا کہ اب سے پچاس برس پیشتر یہ دفتر کیوں نہ قائم ہوا۔

ممکن ہو کہ تجربہ بین نا کامی ہو، لیکن اس معاملہ میں کوئی قطعی ثبوت حاصل نہ کرنا بہت بھلے نتیجہ کمزوری ہو۔ اس دفتر کے جزئیات بیان کر نیکے قبل میں تحقیقات کے متعلق عام طریق عمل بیان کرونگا۔ جسکی بنا پر اصول قائم ہو سکیں۔

اکیس جگہ کی تحقیقات ہوگی۔

مسٹر ایچ۔ کیرنگٹن (H. Carrington) اپنی آخری تصنیف

زمانہ آئینہ کا سائنس (The Coming Science) میں لکھتے ہیں کہ۔

وہ ناقابل بیان لاعلمی جو روحانیت اور مادیت کے مابین حائل ہے (تحقیقات سائنس کیلئے) ایک

حدود سے بڑھ کر کوئی دلچسپ میدان نہیں ہو سکتا۔ اس وقت ہمارے تخیل کے لیے جو عجائبات قدرت پیش

کئے گئے ہیں ان سے زیادہ ضروری اور قابل مباحثہ کوئی دوسرا امر نہیں ہو سکتا۔ اسکی تحقیقات کے وسیع دائرے

اُن لوگوں کیلئے جو سوچتے اور غور کرتے ہیں صاف ظاہر ہیں۔ اکی آئندہ روحانی ترقی اسی تحقیقات

کے نتیجہ پر منحصر ہے۔“

اگر سٹرک ٹکنس اس سائنس کو آئندہ صدی کا سائنس کہتے ہیں تو وہ بالکل ممکن ہے۔
اہمیت میں کچھ بھی مبالغہ نہیں کرتے۔

تجربے کہ ویران، غیر آباد اور بعد مقامات جو قطبین کے گرد واقع ہیں، ان کے دریافت کرنے میں انسان ایسی وسیع اور مسلسل کوشش ظاہر کرے اور وہ پاسرار مقام حجاب عدم جو باوجود اپنے قرب کے اس قدر بعید سمجھا جاتا ہے، اس کی تحقیقات میں ایسی کم اور غیر مسلسل کوشش عمل میں آئے۔ لیکن پھر بھی مجھے قطعی اُمید ہو کہ جب ایک بار تحقیقات کا کام کسی نہ کسی طرح شروع ہو جائے گا تو محققین کیلئے کل سامان مہیا ہو جائیں گے۔

میں بطور اصول موضوعہ کے تہیداً یہ کہتا ہوں کہ ہماری دُنیا کے گرد ایک اور دُنیا واقع ہے جہاں بعد مرنے کے ہماری روحیں چلی جاتی ہیں اور جس کا احساس ہم اپنے موجودہ قویٰ کے ذریعہ سے کر سکتے ہیں۔ نیز یہ کہ جو لوگ جسم خاکی چھوڑ کر دوسرے عالم میں رہتے ہیں اُن سے تعلقات قائم ہو سکتے ہیں۔ پھر بھی میں تسلیم کرتا ہوں ممکن ہے کہ یہ احتمالات بالکل بے بنیاد ہوں۔ میں ان پر اصرار نہیں کرتا بلکہ مذکورہ بالا اصول کام کے شروع کر دینے کے لئے پیش کرتا ہوں، اور جہاں تک میرا تعلق ہے کہہ سکتا ہوں کہ مجھے اس میں کوئی شک باقی نہیں رہا ہے۔

کام کا اصول اگرچہ بذاتِ غلط ہو مگر جب وہ عجائبات قدرت کی تحقیقِ اولیٰ کی بنا پر قائم کیا گیا ہو تو وہ اکثر ایسے جدید عجائبات قدرت کے معلوم کر نیکاً ذریعہ ہو جاتا ہو

جو کسی اور طرح نہ معلوم ہوتے۔

ہم اپنی اس تحقیقات کے سفر پر کشادہ دلی کے ساتھ روانہ ہوتے ہیں جو اصول ہم اختیار کریں گے وہ صرف وقتی کام کے اصول ہونگے۔ اور جس وقت اُس سے بہتر کوئی اصول معلوم ہوگا ہم فوراً پہلے اصول کو ترک کر دیں گے۔ البتہ ایک خیال میں ہم کسی سے اتفاق نہ کریں گے، وہ یہ کہ کوئی شخص کسی امر کے جزو کل کو ایسے یقینی طور پر جانتا ہو کہ قابل اعتبار شہادہ کی شہادت وہ اس بنا پر مسترد کر سکے کہ وہ شہادت اس کے دعوے کے خلاف ہے۔ ناقابل برداشت تمدن کی یہ انتہا ہے۔ سادہ پرستوں اور علمائے دین کا غلو ہمیشہ سچی اور آزاد رائیوں کے سد راہ رہا ہے۔ واقعات اور زیادہ واقعات کی تلاش عجائبات قدرت کے با احتیاط اور صحیح مشاہدات اور باریک بینی کے ساتھ انکا اندراج، یہی سامان اس دُنیا کی تحقیقات کرنے والوں کیلئے لازمی ہیں، اور یہی سامان دوسری دُنیا کی تحقیقات کرنے والوں کے لیے بھی کچھ کم ضروری نہیں ہیں۔

۲۔ ہادیان تحقیق

فرض کرو کہ تمام بنی نوع بشر بینائی سے محروم ہوتے اور زندگی بھر کسی کو آنکھ کھولنے کی فہم نہ آتی، اس حالت میں انسانی دُنیا کو اس اربعہ پرستل ہوتی بلکہ ہن کلر () کی نادر مثال سے بھرا ہوا اور بہرا پیدا ہوا تھا، یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ صرف حواس ثلاثہ کے ساتھ دُنیا میں رہنا ممکن ہے۔ ایسی حالت میں انسان نے خدا کو اپنے ضروریات کے

مطابق بنایا ہوتا۔ شامہ ذائقہ سامعہ اور لاسمہ کے زور سے اس نے کسی نہ کسی حد تک تہذیب حاصل کر لی ہوتی۔ اگرچہ مادام الحیات وہ اُس شخص کی طرح دُنیا میں رہتا جسکی قوتِ باصرہ پر کبھی روشنی نہ پڑی ہو۔

پھر فرض کرو کہ کسی طرح کسی جگہ اور کسی وقت اس ستارہ کے لاکھون باشندگان میں سے کسی شخص نے ایک نسل، ایک صدی یا ایک ہزار برس بعد آنکھیں کھول لیں اور دیکھنے لگا۔ جو کچھ وہ دیکھ رہا ہے۔ اسے ان لوگوں کو کیونکر سمجھائے گا جو سُنتے ہیں، چھوتے ہیں، چکھتے ہیں، سونگھتے ہیں، مگر دیکھ نہیں سکتے۔ اگر اس نے اس امر کی کوشش کی تو ہر وقت اُسکا مضحکہ ہوگا، اور کبھی کبھی لوگ اُسے دق بھی کریں گے۔ وہ اس امر سے انکار کرے گا کہ دُنیا تاریک ہے، اور صرف سطحِ زمین ہی کل کائنات ہے۔ وہ دعویٰ کرے گا کہ ایک اور عالم روشن، بلند تر، اور لامحدود ظاہر ہوا ہے۔ یہ عالم بند آنکھ والوں کے انتہائے تخیل سے بھی بالاتر ہوگا۔ لیکن اگر پوچھا جائے کہ یہ عالم کہاں ہے؟ تو وہ شخص جواب دے گا کہ ہمارے چاروں طرف ہے۔ یہ کوئی اور عالم نہیں، بلکہ یہی عالم ہے جو ایک نئی دلفریبی کے ساتھ نمایاں ہوا ہے۔ معترض اسکی ہنسی اڑائیں گے اور سوال کریں گے کہ وہ دُنیا جس کا تم ذکر کرتے ہو کہاں ہے؟ ہم اُسے سطحِ جان سکتے ہیں؟ کیا ہم اُسے چھو سکتے ہیں، سونگھ سکتے ہیں، چکھ سکتے ہیں، یا سُن سکتے ہیں؟ تم تسلیم کرتے ہو کہ انہیں سے کوئی صورت بھی ہم نہیں اختیار کر سکتے، پھر کیونکہ تم اسکی ہستی کا ہمیں یقین دلانے کی اُمید رکھتی ہو۔ بلا شک سائنس کے تمام قوانین اور مقدس مذہب کے

نقاوی ہمیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم تمہیں ایک بیجا دور و غلو یا فاقہ نظر بقل تصور کریں۔ ہم اس زم خیال کی جانب صرف اسوجہ سے مائل ہوئے ہیں کہ تمہارے کفر کے سبب تمہیں قتل نہ کریں۔ لیکن یہ تمام مغرور، کوتاہ نظر صاحبانِ حواسِ اربعہ اسی آفتاب کی کرنوں سے گرم ہوتے ہیں جس کا وہ انکار کرتے ہیں، اور انہی پھولوں کی خوشبو سونگھتے ہیں جنکے چمکیلے رنگ وہ نہیں دیکھ سکتے۔

ممکن ہے کہ ان دیکھنے والوں میں سے چند کو قتل اور اکثر کو قید و بند کر نیکی بعد جب دیکھنے والے اطمین و تشنج کے خوف سے خاموش ہو جائیں تو وہ وقت آوے کہ بند آنکھ والوں میں سے بعض یہ تسلیم کرنے لگیں کہ ان تمام باتوں کی تہ میں کچھ نیچہ اصلیت ہے اور انہیں مانتا پڑے کہ ۵

خاکسارانِ جہان را بجمارت منگر توجہ دانی کہ درین گرد سوائے باشد
اس کا یہ نتیجہ ہوگا کہ کچھ لوگ اس طرف مائل ہوں، اور ڈرتے ڈرتے اُس تحقیقات کی جانب توجہ کریں جو ان لوگوں نے کی ہیں جنکی آنکھیں کھل گئی ہیں اور اس طرح شاید سود و سوبرس میں اس عالم حواسِ خمسہ کا کچھ احساس اُن لوگوں کو ہو سکے جنکی آنکھیں بند ہیں۔

ہلوگ جو اسوقت عالم حواسِ خمسہ میں رہتے ہیں بمقابلہ ان لوگوں کے جنکی نظروں سے پردہ اٹھ گیا ہے اور جو عالم حواسِ ستہ کو دیکھ رہے ہیں (جہان بعد مات ہر شخص کو جانا ہے) وہی نسبت رکھتے ہیں جو عالم حواسِ خمسہ کے مقابل میں عالمِ نوہں (یعنی

کے رہنے والے رکھتے ہیں ایسے بہت سے لوگ موجود ہیں مگر قسحیک اور مخالفت کے خوف سے انہیں سے اکثر خاموش ہیں انکا ہونا تسلیم ہے جس حال میں وہ اس عالم میں رہتے ہیں اسی حال میں وہ اس عالم میں رہتے ہیں جو عالمِ حواسِ خمسہ کے حدود سے باہر واقع ہے جب وہ اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں تو وہ مختلف ناموں سے یاد کئے جاتے ہیں۔ مگر مطلب ہر ایک کا یہی ہے کہ وہ ایک مزید حواس رکھتے ہیں۔ اگر ہم اس دوسرے عالم کا حال معلوم کرنا چاہیں تو ہمیں اس نامعلوم سمندر میں بطور راہبر کے ان لوگوں کو لینا چاہیے جو وہاں پہنچے ہیں اور اب بھی رہتے ہیں اور جنکا ان لوگوں سے مسلسل تعلق ہے جنہوں نے ہماری اس دُنیا کو چھوڑ دیا ہے ہماری اس تحقیقات اور تلاش کے سفر میں دیکھنے والے شخصوں کے خدمات کا حاصل کرنا لا بُد و ناگزیر ہے۔

۳۔ دوسرا عالم کہاں ہے

کولمبس نے یہ خیال کیا کہ وہ بحرِ اطلس کے گرد سفر کر کے ہندوستان پہنچ سکتا ہے ہمارا بحرِ اطلس قبر ہے۔ یہ وہ بحرِ ناپیدا کنار ہے جو چاروں طرف صرف افق سے ملا ہوا ہے کولمبس مغرب کی جانب روانہ ہوا تھا کیونکہ ازمہ متوسط میں یہ خیال تھا کہ آسمان مثل ایک چھت کے ہمارے اوپر ہے اور جہنم ہمارے نیچے گہرائی میں ہے۔ مگر آج میں معلوم ہوئے کہ اس وسیع ملک تک پہنچنے کیلئے جس کے حدود سے کوئی مسافر واپس نہیں آیا نہ ہکوا پر جانا ہوا اور نہ نیچے نہ شمال نہ جنوب نہ مشرق نہ مغرب کیونکہ ان لوگوں کی

شہادت کے موافق جو وہاں رہتے ہیں اور اس دوسرے جانب کا حال بیان کرتے ہیں۔ وہ دوسرا جانب یا دوسرا عالم نہیں ہے۔ بلکہ درحقیقت وہ اسی دُنیا میں اور اسی دُنیا سے ملا ہوا ہے۔ حسین ہم رہتے ہیں دیکھتے ہیں سُننے ہیں سو نکھتے ہیں اور چھوٹے ہیں جب ہماری اولاد مر جاتی ہے تو وہ کہیں ناقابلِ رسا عالم میں نہیں جاتے۔ یہ چھوٹے بچے کہیں نہیں جاتے جس دُنیا میں وہ جاتے ہیں وہ اسی زمان اور اسی مکان سے مراد ہے۔ بالکل ایسا ہی جیسے کہ اُس شخص کے رنگ و روشنی کی دُنیا جسکی آنکھیں کھلی ہیں اُس شخص کے مقابل میں جسکی آنکھیں اب تک بند ہیں۔ میرے ایک عزیز دوست کی لڑکی نے اپنی غمزہ مان کے جواب میں لکھا "کیا تم نہیں سمجھ سکتی ہو کہ ہم میں سے کوئی کہیں نہیں گیا۔ سب یہیں ہیں۔" بالکل یہی جواب جو اس خمسہ والا شخص جو اس اربعہ والے شخص کو دے گا جو اسے پوچھے گا کہ رنگِ نظر کی دُنیا کہاں ہے۔ وہ کہے گا "ہمارے ہر طرف ہے میرے لئے وہی چیزیں ہیں جو تمہارے لئے بجز تاریکی اور اندھیرے کے" میں اسی دُنیا میں ہوں حسین تم ہو۔ میں تم سے پہلو پہلو رہتا ہوں۔ بجز اسکے کہ میں وہ چیزیں دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔ جن لوگوں کی آنکھیں کھلی ہوئی ہیں وہ بھی کم و بیش اسی دُنیا میں رہتے ہیں جو اس ستہ کی دُنیا ہے اور جہاں سب ہی لوگ بعد موت کے جاتے ہیں۔ بہت لوگ مرنے کے قبل ہی وہ خصوصیات اور وہ طاقتیں حاصل کر لیتے ہیں جو جسمِ خاکی چھوڑ دینے پر حاصل ہوتی ہیں میرے عزیز دوست جو کیا نے جو پہلی بات مجھ سے کہی وہ یہ تھی کہ جن چیزوں کو وہ جس طرح

دیکھتی رہی تھی اس طرح اب بھی دیکھتی ہے، بجز اسکے کہ راستے ارواح سے بھرے ہوئے ہیں اور موت کے بعد سب سے پہلے جو خیال محسوس ہوا وہ یہی تھا۔

جن لوگوں کی آنکھیں کھل گئی ہیں وہ راستوں کو روحوں سے بھرا دیکھنے کیلئے موت کا انتظار نہیں کرتے۔ متوسط درجہ کے صاحبان کشف ہر وقت روحوں کو دیکھتے رہتے ہیں اور جیسا جو لیانے کہا ہے وہ بالکل ہمارے مثل معلوم ہوتی ہیں۔

جو لوگ اُس نئی زندگی میں داخل ہوئے ہیں جبکی پہلی منزل قبر ہے انہیں نہ صرف روحوں کے دیکھنے کی بلکہ خیال کے مانند تیز روی کی قدرت ہے۔ وہ جہان چاہتے ہیں وہیں موجود ہو جاتے ہیں۔ یہ قدرت صرف انہیں کیلئے مخصوص نہیں ہے جو قیدِ عناصر سے آزاد ہیں۔ اسکاٹ لینڈ کے ایک مشہور ناول نویس نے چند روز قبل مجھ سے کہا کہ صرف چند منٹ کرسی پر ساکت بیٹھتا اس غرض کیلئے کافی ہے کہ وہ جہان کا خیال کرے وہیں خود کو موجود تصور کر لے۔ اُسکا جسم کرسی پر رہتا تھا مگر اسکی قوت مدد کہ چشم زدن میں دُنیا کے بعد ترین مقامات میں پہنچ جاتی تھی۔ اُسکا بیان ہوا کہ اسکے آخری ناول میں جنوبی امریکہ کا ایک منظر دکھایا گیا ہے۔ اسنے اپنے کو اسی مقام پر موجود تصور کیا اور تمام مقامی کیفیات و خصوصیات کو محسوس کر لیا جب یہ قصہ شائع ہوا تو جنوبی امریکہ والوں نے وہاں کے مناظر شہر اور باشندوں کے حالات اسقدر خیر معمولی صحت کے ساتھ درج کرنے پر اُسے مبارکباد دی۔ اُن لوگوں کو اس امر کے باور کرنے میں تامل تھا کہ مصنف نے وہ مقامات کبھی آنکھ سے نہیں دیکھے ہیں۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ تصنیف کے وقت وہیں موجود تھی، گوا اسکو جسمانی حیثیت سے بھراٹیلانٹک کوٹے کر نیکی نوبت نہیں آئی۔

اُس دوسرے عالم کے رہنے والوں میں ایک اور بھی قدرت ہے وہ یہ کہ حسبِ طرح وہ واقعاتِ ماضیہ کو معلوم کر سکتے ہیں، اسی طرح اکثر حالاتِ مستقبل کو بھی دریافت کر سکتے ہیں۔ گذشتہ واقعات کو اس صفائی سے دیکھنا کہ وہ پیشِ نظر معلوم ہوں روحی معاملات سے تعلق رکھنے والوں میں یہ قوت بالعموم ودیعت رکھی گئی ہے۔ اسکی مثال پروفیڈنٹ کے اس واقعہ سے ملتی ہے کہ احسنے اپنے صیقل کے لڑکے کو ایک ٹکڑا روٹی کا دیا۔ لڑکے نے اسے ایک کاغذ میں لپیٹ کر رکھ دیا جسمیں ہر قل کے واقعات درج تھے۔ اسوقت وہ تمام واقعات اسکو اسطرح نظر آ گئے گویا اسکی آنکھوں کے سامنے گذر رہے ہیں۔ اسکو حضرات کہتے ہیں۔ لیکن آئندہ کے واقعات معلوم کر لینے والے کم ہیں۔ غیر جسمانی لوگ ایک خاص حد تک اسپر قادر ہیں۔ جو لوگ ابھی قیدِ عناصر سے آزاد نہیں ہوئے وہ بھی بعض اوقات آئندہ کا حال معلوم کرتے ہیں۔

دوسری دُنیا کے رہنے والوں کی یہ قدرت کہ بلا واسطہ کلم یا تحریر کے وہ اپنے خیالات دوسرے تک پہنچا دیں، اس دُنیا کے اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ اسِ معجز پر بہت کچھ کہا جاسکتا ہے، مگر میں نے جو کچھ اوپر بیان کر دیا ہے اس سے کافی تشریح ہو گئی۔ یعنی یہ کہ وہ دوسرا عالم جہاں بعد مرگ جانا ہے نہ ہم سے بہت دور ہے اور نہ وہاں تک رسائی غیر ممکن ہے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ہے کہ آسمان کی بادشاہت

خود تم میں ہے۔ سطح جن لوگوں کی آنکھیں کھلی ہیں اگر انکا اعتبار کیا جائے تو یہ قول بالکل صحیح ہوگا کہ دوسری دُنیا ہمارے ہی گرد و پیش واقع ہے، وہ یہی دُنیا ہے۔ وہ ہمیں صرف ہماری آنکھ سے ایک پردہ اُٹھ جائے گا۔ ملک الموت ہماری آنکھوں کی پٹی کھول دینگا اور ہم اُس عالم ستّہ میں رہنے لگیں گے جہاں ہمارے اکثر بھجنس اس وقت بھی موجود ہیں۔

۴۔ دوسری دُنیا کی تحقیقات کیونکر عمل میں آئے

اگر بیانات مذکورہ بالا قابل تسلیم ہیں اور دراصل وہ دوسری دُنیا یہی ہے اور اکثر لوگ ایسے ہیں جو عاوتاً اُس عالم میں رہتے ہیں ایسی حالت میں اس سے زیادہ آسان اور خوش آئند کیا ہو سکتا ہے کہ ان خوش نصیب قانون سے اُس دُنیا کا حال دریافت کیا جائے جس میں وہ اپنا وقت صرف کرتے ہیں۔ یہ کہ کمبلیس اور انڈے کے مشہور قصے کے مطابق ہے۔ انڈے کو کھڑا کر دینا بہت آسان ہے جب اُس کا طریقہ معلوم ہو جائے، مگر تعجب یہ ہے کہ کمبلیس کے ہاتھ لگانیکے قبل کسی کو یہ تدبیر نہ سوجی۔

یہاں ہم کو ایک مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔ کوئی شخص ایسے آدمی کی شہادت

لے کہ کمبلیس جب تحقیقات امریکہ سے واپس آیا تو ایک دعوت کے موقع پر بعض لوگوں نے طنزاً کہا کہ یہ تحقیقات کچھ مشکل نہ تھی، جو جانا اُسکی کوئی دُنیا مل جاتی۔ کمبلیس نے ایک انڈا میز پر سے اُٹھایا اور حاضرین جلسہ سے کہا کہ کوئی صاحب اسے سیدھا کھڑا کر دین کسی سے نہ ہو سکا۔ کمبلیس نے چاقو نکال کر اُس کا پتہ کاٹ دیا اور اُسے عموداً قائم کر دیا۔ سب حیران رہ گئے۔ ۱۲

نہ قبول کریگا جسے وہ جانتا نہ ہو۔ بالواسطہ شہادت کو ہر شخص مسترد کر دیگا۔ ہر امر بلا واسطہ ہونا چاہیے، البتہ سائنس کی معلومات اجرام سماوی سے لیکر ایک بے حقیقت ذرہ تک اس کلیہ سے مستثنیٰ ہے پچپن سے بڑے تک جتنی معلومات ہمیں حاصل ہوتی ہے اس میں سے ننانوے فی صدی ایک کیا سو سو واسطوں سے ہم تک پہنچتی ہے۔ لیکن اس دوسری دُنیا کے معاملے میں کوئی بالواسطہ شہادت مقبول نہیں ہو سکتی۔ ایک معمولی شخص کو افریقہ یا آسٹریلیا کے وجود کا یقین کر نیکے لیے اتنا کافی ہے کہ اگر وہ خود وہاں نہ ہو گیا ہو تو کسی ایسے شخص کا یقین کرے جو وہاں گیا ہو یا نقشے اور جغرافیہ پر اعتماد کرے یہی حال دوسری دُنیا کا ہو۔ اسکے یقین کے لیے ضروری ہے کہ خواہ انسان مرنے کے قبل خود وہاں جائے (اور یہ اسی صورت میں ممکن ہو کہ اسکی آنکھیں کھل گئی ہوں) یا وہ کسی ایسے شخص سے اطلاع حاصل کرے جو حقیقتاً اس عالم میں رہتا ہو۔ اسی مقصد کے حصول کیلئے میری دوست جو لیانے یہ تجویز کی ہے کہ دونوں عالم کے درمیان اطلاعات حاصل کر نیکے لیے ایک دفتر قائم کیا جائے۔

اب سے چودہ برس قبل جب وہ دوا برس دوسرے عالم میں رہ چکی تھی :-
اسنے لکھا تھا :-

میں تیس دریافت کرنا چاہتی ہوں کہ ایک معاملے میں جس سے مجھے بہت دلچسپی ہے اتم میری کچھ مدد کر سکتے ہوں یا نہیں۔ میں عرصے سے سوچ رہی ہوں کہ کوئی ایسا مقام مقرر کیا جائے جہاں وہ لوگ جو اس دُنیا سے گزر گئے ہیں اپنے اُن عزیزوں سے مکالمہ یا مکاتبات کر سکیں جو اسنے پھر گئے ہیں۔

اسوقت یہ دُنیا ایسی روحوں سے بھری ہوئی ہے جو اپنے عزیز پس ماندگان عالم فانی سے سلسلہ گفتگو قائم کر چکی آرزو مند ہیں، حیرت ہے کہ اُس عالم کے باشندے اُن لوگوں کے لیے سچ ہیں جو وہاں سے گذر گئے ہیں، اور اس عالم کی روحیں غمگین ہیں کہ وہ اُن لوگوں سے تعلقات نہیں کھینچ سکتے ہیں جن سے وہ محبت رکھتی ہیں۔ ان پاک ختمناک روحوں کو کجا کر چکی کیا صورت ہو سکتی ہے؟ اسکے لیے بس ایک دفتر کی ضرورت ہے جو دونوں جانب اطلاع دے سکے۔ کیا تم اس قسم کا کوئی دفتر دو ایک قابلِ اعتماد مسوطين کے ذریعہ سے قائم کر سکتے ہو۔ جو لوگ دنیا میں عزیزوں کی مفارقت سے غمگین ہیں اگر وہ اتنا جاہلین اور ایک ہی بار جان لیں کہ جن لوگوں کے لیے وہ افسردہ خاطر ہیں وہ بہ نسبت سابق کے اُسے اور زیادہ قریب ہو گئے ہیں تو بہتر و نئے آنسو چھپ جائیں اور کہتے ہی غمزدہ دل تسکین پا جائیں۔ بہن یقین یقین دلاتا جا رہی ہوں کہ یہاں کے لوگ بہت ہی مستعدی سے بھاری مدد کریں گے۔

ہم لوگ یہاں اس خیال سے خوش ہیں کہ ایک نہ ایک دن مجبوری بغیر ہو جائیگی۔ خیال کرو ہیں کس قدر تکلیف ہوتی ہے جب ہم دیکھتے ہیں کہ ایک طرف وہ لوگ جن سے ہمیں محبت ہے یا مودہ سادہ لڑج کر رہے ہیں، اور دوسری طرف وہ لوگ جنکا وہ غم کر رہے ہیں بے نتیجہ کوشش اس امر کی کر رہے ہیں کہ انہیں اپنے عزیز بھونیکا یقین دلائیں۔ بہت لوگ اس خیال سے کہ انکے عزیز دوزخ میں داخل ہو گئے ہیں شکستہ دل ہو جاتے ہیں حالانکہ وہ جو ارجمت آئی میں داخل ہو گئے ہیں۔ جو کر و اس معاملہ میں کیا ہو سکتا ہے۔ اس کام کا انجام دینا بہت ہی اہم اور ضروری ہے، سرور غیبی اُس دن کی بشارت دے رہا ہے جو خفاگان خاک دوبارہ عالم اجسام والوں کے ساتھ چلتے پھرتے نظر آئیں گے۔

کم و بیش بارہ برس تک مین اس تجویز پر کچھ عمل نہ کر سکا۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۵ء میں یہ لکھنے کی نوبت آئی کہ نہ۔

میری خواہش یہی رہی، مگر مین یہ نہ کر سکا کہ تمام موانعت کو بظن کر کے اس اہم کام پر تہہ نہ ستم ہو جاؤں، مین ایک پبلک شخص ہوں، معاملات عامہ مین ہنہم رہتا ہوں اور مین مشاغل کے سبب سے نہ مجھے وقت مل سکا اور نہ کوئی ایسا ذریعہ ہاتھ آیا کہ اس قسم کا دفتر قائم کر لینی کو شش کر سکوں۔

لیکن اب یہ ممکن ہے کہ مین اس امر مین کوشش کر سکوں، مگر قبل اس بیان کے کہ اس دفتر کے ذریعہ سے مجھے دوسرے عالم کی تحقیقات کی اُمید ہے، مین چند الفاظ جو لیا کی کیفیت اور حکم قبول کرنے کے دلائل کی نسبت کہنا چاہتا ہوں۔

۵۔ جو لیا کی شخصیت

ابتدا میں اسکا نام برس جو لیا اے۔ ایس تھا۔ وہ پہلے شکاگو کے پرنسپل یونین سنگل کے اسٹاف میں شامل تھی۔ وہ نیوا انگلینڈ میں ۱۸۹۷ء میں پیدا ہوئی، جب ۱۹۰۷ء میں وہ سیاحت یورپ کیلئے آئی تو بریٹانم کو جاتے اور وہاں سے واپس آتے وقت مجھے انگلستان میں ملی۔ اوہم دونوں مین گہری دوستی ہو گئی۔ وہ امریکہ واپس جا کر دوسرے سال موسم سرما میں بمقام بوشن بیمار پڑی اور وہیں اسپتال میں اسکا انتقال ہو گیا۔

بہت سی دوسری پاک روحوں کی طرح برس ایس نے اپنی ایک عزیز ترین بیوی بہن سے یہ عہد کیا تھا کہ اگر وہ دوسرے عالم سے واپس آسکی تو وہ ثابت کر دے گی کہ روح مرنے کے بعد واپس آنے اور پس ماندوں سے تعلق رکھنے کی قابلیت رکھتی ہے۔ اکثر لوگوں نے

یہی عہد کیا اور کوئی اُسے پورا نہ کر سکا۔ مگر مس ایس نے اپنا عہد دوبار پورا کیا۔ اور دوسری مرتبہ میں اُس قصر میں ٹھہرا ہوا تھا جہاں اسکی شبیہ دیکھی گئی تھی۔ اس مرتبہ جب وہ ظاہر ہوئی تو مجھے یہ معلوم ہوا کہ میرا ہاتھ بلا ارادہ لکھنا چاہتا ہے۔ میں نے اُسے مس ایس کی مرضی پر چھوڑ دیا اور اسوقت وہ ہمیشہ اُسے استعمال کیا کرتی ہے جس امر نے مجھے جولیا کی شناخت کا یقین دلایا وہ دو حصوں میں تقسیم ہو سکتا ہے۔ ذاتی اور خارجی۔ ذاتی شہادت مختصر اچھ عنوان میں جمع کیجا سکتی ہے۔ (۱) اطلاعات کی ابتدا۔ جیسا اوپر مذکور ہوا۔ (۲) پہلے پیغام میں اپنے ایک لاڈ کے نام سے ثبوت دینا۔ یہ نام اسکے آخری وقت میں لکھا گیا تھا اور اسکے ایک دوست کو معلوم تھا، مگر میں نہیں جانتا تھا۔ (۳) ایک واقعہ کا تفصیلی بیان جو غالباً سہ ماہ میں واقع ہوا تھا۔ میں نے کبھی اسکا ذکر نہیں سنا تھا اور خود اسکی حلّیس کو بھی اسوقت تک یاد نہ آیا جب تک کہ مقام اور وقت کی تشریح نہ کی گئی۔ مجھے اُس مقام یا وقت کا علم مطلق نہ تھا۔ (۴) میرے ہاتھ سے اُن لوگوں کے نام کا لکھا جانا جنہیں میں مطلق نہ جانتا تھا، اور جو اسکے ہو وطن دوست تھے (۵) میرے ہاتھ کے استعمال کرنیوالے کا بعض اشخاص اور بعض حالات سے نہایت ہی محبت آمیز تعلق ظاہر کرنا۔ مجھے کسی وجہ سے بھی اُن سے اتنا گہرا تعلق نہیں ہو سکتا تھا جتنا جولیا کا تھا۔ (۶) اُن خطوط کے رسم الخط میں بہت ہی بین اور غیر مبذل شخصی خصوصیات کا ہونا۔ یہ خط ہرگز میرا نہیں ہے۔ اور بعض اعتبارات سے میرے خط سے بہتر ہے۔

خارجی شہادت بھی کچھ حصوں میں تقسیم ہو سکتی ہے۔ (۱) جسوقت میرا ہاتھ خود بخود

لکھ رہا تھا تو ایسے اجنبی لوگوں نے اُسے میرے قریب کھڑی ہوئی بیان کیا جنھوں نے کبھی اُسکا ذکر تک نہیں سنا تھا۔ (۲) انہیں سے کئی شخصوں نے نہ صرف اسکی ہیت بیان کی، بلکہ اُسکا نام تک بتا دیا (۳) ایک شخص نے یہاں، اور ایک شخص نے اسکے وطن میں اُسکا عرف بھی بتایا جس کا اظہار میری طرف سے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اور جس کی نسبت میں نے لا حاصل کوشش کی کہ دوسرے متوسطین کے دلوں میں بھی پیدا ہو جائے (۴) ایک مرتبہ ایک صاحب کشف نے بہت سی تصاویر میں سے جو لیا کی تصویر اٹھائی، حالانکہ امتیاز کی کوئی ظاہری وجہ نہ تھی، اور اُس لیڈی سے مشابہت دی جس کی روحانی تحریک سے وہ لکھ رہا تھا (۵) دوسری مرتبہ ایک صاحب کشف نے ایسے جزئیات بیان کیے جنکی نسبت میرا یقین تھا کہ غلط ہیں، مگر جب جو لیا کے خاص احباب سے دریافت کیا تو انھوں نے اسکی تصدیق کی (۶) بہت سے صاحبان کشف جو مجھ سے بہت دور تھے، جو لیا حسبِ قرار داد اُن سے معینہ اوقات پر ملی۔

مذکورہ بالا بیانات پر اُن شہادتوں کا اضافہ ہو سکتا ہے جو میرے لڑکے اور اُن احباب سے حاصل ہوئی ہیں جو اس دُنیا سے گزر گئے ہیں۔ ان سب نے جو لیا کی حقیقت، اور اسکی دلچسپ شخصیت کے متعلق کیساں بیانات دیے ہیں۔

۶۔ دفتر میں کام کیونکہ ہوگا؟

یہ مسئلہ بہت مشکل ہے۔ اس بحرِ نامتناہی پر پُل بنانے کی تجویز ایسی بیجا کامیاب جرات ہے جس سے اکثر لوگ گھبرا جائیں گے بعض اسے ہل نہیں سکیں گے۔ لیکن جن لوگوں نے

عالم ارواح کی ترقی تحقیقات میں دانشمندانہ دلچسپی ظاہر کی ہے وہ تسلیم کرینگے کہ اب وقت آگیا ہے کہ اس کا عظیم کی ابتدا کی جائے اور مستقل مزاج محققین اس کام کو ہاتھ میں لیں اور استقلال کے ساتھ آخر تک اُسپر قائم رہیں۔

سوال صرف یہ ہے کہ واقعات کیا ہیں۔ آیا ہم ایسے قابلِ اعتماد اصحاب کے خدمات حاصل کر نیکا انتظام کر سکتے ہیں یا نہیں جنکی آنکھیں کھل گئی ہیں تاکہ وہ اُن متقدمین کی رہبری کریں جو زندوں اور مردوں کے درمیان پل بنانیکی کوشش کر رہے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ کام صبر و استقلال سے انجام پا سکتا ہے جو لیا جسے پندرہ برس پیشتر اس قسم کا دفتر قائم کرنے پر اصرار کیا تھا اب اسکے روزانہ کارروائی کی نگرانی وہ اپنے ذمہ لیتی ہے۔ بعض لوگوں کو حیرت ہوگی کہ مین اسقدر سنجیدگی سے یہ لکھ رہا ہوں کہ ایک بڑے دارالسلطنت کے وسط میں ایسا دفتر قائم کرنا ممکن ہے جس میں اگر کامیابی ہو سکتی ہے تو ایک ایسے شخص کی غیر مرئی خبر سنانی کی وجہ سے جس کو سپردِ خاک ہوئے آج سترہ برس ہو چکے ہیں۔ اگر روحانیت کے اُن اصولی مسائل میں جو اس وقت تسلیم کیے جاتے ہیں کچھ بھی صداقت ہے تو میرے اس دعوے میں بھی کوئی امر بعید از عقل نہیں ہے اگر مجھے کامل یقین نہ ہوتا کہ ہم بے شک و شبہ دوسرے عالم والوں کی امداد پر بھروسہ کر سکتے ہیں تو میں کبھی خواب میں بھی اپنے اوپر ایسی سخت ذمہ داری نہ عاید کرتا جسکے مضحکہ کا یقینی اندیشہ ہو۔ قبل اسکے کہ اُس دفتر کا غیر مرئی نگران اپنے طور پر وہ خاص طرزِ عمل کام میں لائے جس پر اس دفتر میں عمل درآمد ہوگا، میں وہ اصولی خیالات مختصراً

بیان کر دینا چاہتا ہوں جو عملی طور پر کام میں لائے جائیں گے۔ میرا یہ یقین ہے کہ جب ہمارے احبا و اقربا انتقال کر جاتے ہیں تو انہیں صرف اپنے جسم خاکی سے رہائی مل جاتی ہے لیکن وہ برابر زندہ رہتے ہیں اور انہیں اپنی شخصیت کا خیال قائم رہتا ہے۔ بعض حالتوں میں موت کے بعد کچھ روز کے لئے فقدانِ ادراک ہو جاتا ہے، لیکن اکثر صورتوں میں بعد ازاں شعور ذات بہ نسبت حیاتِ دنیاوی کے ترقی کر جاتا ہے، خاص کر جب انہیں کسی سے محبت ہوتی ہے تو وہ سخت مضطرب ہوتے ہیں کہ کسی طرح اپنی بقا اور ابدی زندگی کا انہیں یقین دلائیں۔

یہی اصولی خیال ہے اور اسی پر دفتر لطیفِ ذیل کا رہنڈ ہوگا۔

ایک ڈاکٹر سی اُن اہل باطن کی تیار کیا ہے جنکی آنکھیں کھل گئی ہیں اور جو تحقیقِ حلاج اور تجربے میں پورے اترے ہیں جب کسی شخص کا کوئی عزیز دوست یا اقربا انتقال کرے تو اُس سے جدا ہو گیا ہو، اور وہ اُس سے حالات معلوم کرنا چاہے تو اس دفتر میں درخواست دینے پر اُسے اطلاع دی جائیگی کہ ایسی کوشش کن حالتوں میں کی جا سکتی ہے جب وہ اُس سے اتفاق کر گیا ہے وقتِ ڈاکٹر کی منظوری حاصل کی جائیگی۔ جو لوگ اپنے گم گشتہ عزیزوں سے حالات نہ سننا چاہیں گے انکی درخواست نامنظور کی جائیگی۔ مس جو لیا لکھتی ہے۔ ”دفتر کا مقصد صرف اُن لوگوں کی مدد کرنا ہوگا جو اُس تغیر کے بعد جس کا نام موت ہے ایک دوسرے سے ملنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ یہ ایک قسم کا ڈیڈ لیٹر آفس (گمنام خطوط کا دفتر) ہوگا، جہاں گمنام پیغامات کی جانچ اور انکی تقسیم کا انتظام کیا جائے گا۔ جب ہر دو جانب سے

انتہیاق و محبت کے پیغامات نہ موصول ہوں تو ایسے موقع پر اس دفتر کا کوئی کام نہ ہوگا۔ اس دفتر کے افسر کی مثال ایک نیک دل پولیسمن کی ہو سکتی ہے جو کم شدہ بچن کو کوئی ننگلین ماؤن تک پہنچا دینے کی کوشش کرتا ہے۔ جب اسنے دونوں کو ملا دیا تو اس کا کام ختم ہو گیا۔ اس حد سے متجاوز ہو جانے اور دفتر کو دوسرے عالم کی تحقیقات کا مرکز بنانے کی ہمیشہ ترغیب ہوتی رہیگی۔ مگر اس ترغیب پر عمل کرنا خطرناک ثابت ہوگا۔ مجھے اس قسم کی تحقیقات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ تمھارے کام کا یہ لازمی اور اہم نتیجہ ہوگا کہ میرا دفتر اس کام کو اپنے ذمہ نہیں لے سکتا۔ یہ اپنے اولین عرض تک محدود رہے گا۔ یعنی پچھلے ہوؤں کے درمیان سلسلہ تبادولہ خیال قائم کر دینا اور ٹوٹی ہوئی کڑیوں کا جوڑنا اس کا کام ہوگا۔

جب ڈائرکٹر منظور کر لیا اور درخواست کنندہ قواعد و فتر کی پابندی پر رضامند ہوگا تو تجربہ شروع ہو جائیگا۔ ایک مختصر نوپس کے ہمراہ جس نے رازداری کی قسم کھائی ہو یہ درخواست کنندہ کیلئے بعد دیگرے تین مختلف اہل باطن کے پاس بھیجا جائیگا جنکی رہت باری مسلم اور یاقین مختلف ہونگی۔ ممکن ہے کہ پہلا شخص گفتگو کے ذریعے سے جواب دے، اور دوسرے پر جذب کی حالت طاری ہو، اور تیسرا شخص تحریراً جواب دے۔ شستین صبح اہل باطن مختلف متوسطین کو درمیان کسی قسم کی طلاعات کی اجازت نہ ہوگی۔ مختصر نوپس جانبین کا ایک ایک لفظ لکھنا جائیگا۔ یہ تحریر درخواست کنندہ کے روبرو صحت یا عدم صحت کی تصدیق کیلئے پیش کی جائیگی۔ اور نیز اس کامیابی یا عدم کامیابی کی بھی تصدیق کرنا ہوگی جو

اہلِ باطن کو حاصل ہوئی اور تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ اطلاعات مردِ دنیائی جانب سے موصول ہوئی ہیں۔ اگر دس فیصدی حالتوں میں بھی درخواست کنندہ کو یقین ہو گیا کہ اس نے حجابِ عدم سے صحیح اطلاعات حاصل کر لیے ہیں تو یقیناً اس تجربہ پر عملی کوشش کرتا مناسب ہوگا۔ لیکن جو ابتدائی مراحل امتحانِ طے کیے گئے ہیں انکی تباہی کہا جاسکتا ہے کہ دس فی صدی سے زائد کامیابی ہوگی۔

۱۔ دفتر کی ترقی

جو لیا کا دفتر جیسا سنہ بار بار کہا ہے، اپنے خاص مقصد تک محدود رہیگا، یعنی وہ اُن لوگوں کے درمیان ذریعہ مراسلات پیدا کرے گا جو موت کے سبب سے ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں۔ مگر اس سے ایک نیا سلسلہ ترقیات کا پیدا ہوگا۔ مثلاً جو لیا نے لکھا ہے۔

”اس دفتر سے علیحدہ، مگر اس کے نتیجے کے طور پر ایک دفتر تحقیقات قائم ہوگا، جہاں دوسرے عالم کی زندگی کے حالات اُنکی ترتیب اور واقعات کی جانچ ہوگی، اسکے لیے بہت وسیع النظر آزاد خیال اور دور بین اشخاص کی ضرورت ہوگی۔ اور اس دفتر تحقیقات کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ اور دفتر قائم ہوگا جہاں دونوں عالم کے تعلقات باہمی کی جانچ ہوگی کہ کیونکر دُنیاوی زندگی کا اثر باعد کی زندگی پر پڑتا ہے، ہماری جانب سے کیا اثر تمھاری دُنیا پر پڑتا ہے، کیونکر اعلیٰ ارواحِ خفین فرشتے کہتے ہیں، اہمکا اثر کیونکر بڑھایا جاسکتا ہے اور ادنیٰ ارواح کا اثر کیونکر گھٹایا جاسکتا ہے۔“

حقیقت میں یہ میدان اس قدر وسیع اور نتیجہ خیز ہے کہ اس میں بیشمار کام کرنا ہونے کو طبع آزمائی کا موقع مل سکتا ہے۔

یہ دفتر جو کیا کا دفتر ہو گا نہ کہ میرا۔ اگرچہ بظاہر میں اس قدر ذمہ داری اپنے اوپر لیتا ہوں کہ جو کیا کے ہدایات پر عمل ہوتا رہے۔ ابتداً عملہ دفتر مختصراً ہو گا جس میں ایک سب دائرہ کٹرمع ایک مختصر نوٹس اور ایک دفتر دار کے رہا کرے گا اس دفتر کا بلا واسطہ اہل کشف) (یعنی صاحبان حواسِ ستہ سے رہیگا، اور

دفتر اُن باکمال اہل کشف کی اس طرح تلاش میں رہیگا جس طرح کوئی دفائن کی تلاش کرتا ہے۔ شروع میں اس سے زیادہ کوئی کارروائی نہ کی جائیگی کہ صرف اُن ہی معاملات سے بحث کی جائے جنکو جو کیا اس قابل سمجھے کہ مکرر سے کرنا امتحان ہو سکے۔ کیونکہ سو معاملات پر ہاتھ ڈالنے سے یہ بہتر ہو گا کہ پانچ ہی چھ معاملے کیے جائیں مگر تکمیل کے ساتھ اور سطح کہ ان میں کامیابی ہو یا ناکامی دونوں کی کیفیت با احتیاط تمام قلم بند کر کے رکھی جائے۔

میں نے اس کوشش کیلئے اپنی طرف سے آمادگی ہرگز نہ ظاہر کی ہوتی اگر جو کیا نے مجھکو اس امر کا یقین نہ دلا دیا ہوتا کہ وہ بنا ہوا اس امر کا فیصلہ کیا کرے گی کہ دفتر کو کن لوگوں کے معاملے میں پڑنا چاہیئے اور کن لوگوں کے معاملے میں نہ پڑنا چاہیئے۔ جو لوگ یہ خیال کریں کہ جو کیا کا وجود محض میرے تخیل تک محدود ہے ان کو یہ

معلوم کر کے حیرت ہو گی کہ جس آسانی کے ساتھ جو کیا میری وساطت سے نامہ و پیام پہنچا دیتی ہے اس طرح اور بھی دو تین صاحبان حواسِ ستہ میں جتنی وساطت سے

اسکے پیام آتے ہی دفتر کی خاص کارروائی کیلئے میری ذاتی موجودگی ضروری نہ ہوگی، اسی طرح جو لیا بھی اپنی طرف تنہا نہیں ہو۔ اس غارِ عقیق کو قابلِ عبور بنانے کی کوشش اسکی جانب سے ہو رہی ہے اس میں اور بھی اکثر لوگ شریک ہیں۔ دوسرے عالم سے جن جن باتوں کا یقین دلایا گیا ہے اور جس سطح کے نامہ و پیام ہوئے ہیں اگر واقعی انکے اوپر کچھ اعتبار ہو سکتا ہے تو میرا لڑکا اور سٹریس اس دفتر کو ایک باکار شے بنانے کے لیے نہایت دلچسپی کے ساتھ کوشاں ہیں۔

مجھے اُس وقت بے اتہا مسرت ہوگی جب مجھے کسی صاحبِ حواس ستہ کی طرف سے جکی آنکھیں کھل گئی ہیں اس امر کی اطلاع ہوگی کہ اُنکو میرے اس کام سے ہمدردی ہو اور وہ بھی اس میں اعانت کرنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ اور اسی قدر مسرت مجھے اُس وقت ہوگی جب مجھے اس کا عظیم مین اُن لوگوں کی طرف سے امداد ملنے کی اطلاع ہوگی جو اس حقیقات سے ذاتی طور پر دلچسپی رکھتے ہیں۔

اگر اس دفتر کو ناکامی ہوئی تو اسکی وجہ یہ نہ ہوگی کہ جانبین سے باہمی کوشش میں کوتاہی کی گئی۔ لیکن اگر اسے کامیابی ہو گئی تو کوئی نہیں کہہ سکتا ہے کہ کیا ہو جائیگا۔

اہرامِ مصریہ

(پروفیسر مرزا محمد ہادی کو اکثر لوگ انکے پیش ہمارے دوسرے کی وجہ سے جانتے ہیں مگر جن لوگوں نے انکی علمی تحریرات کو دیکھا ہے وہ انکے بلند پایہ سے واقف ہیں۔ پروفیسر صاحب کو علم ہیئت میں خاص امتیاز حاصل ہوا اور انھیں اس سے خاص شغف ہے۔ ہم فخر یہ لکھتے ہیں کہ اس مضمون کے تمام ہدیہ مسائل آپ کے استخراج کیے ہوئے ہیں)

ہرم کلان سالی (صراح) موضع است درین کہ بنا ہائے عالی دارد (فتی الارب)
الہرم محرکتہ والمہرم والمہرتہ اقصی الکبر الہرمان بنا آن از لیان مبصر... قیل بسا ہما
ہرمش الاول... (شرح قاموس)

پس ہرم کی وجہ تسمیہ یا یہ سبب اسکی قدامت کے ہے یا بطور مشابہت اس شہر کے ہے جسے ملوک حمیر نے مین مین آباد کیا تھا اور حمیر بہت سی عالیشان عمارتیں تھیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ ہرمس سے ہرم بنایا ہے۔

غرض بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت ادریسؑ نے حفظ علوم کے واسطے یہ

۱۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت آدم علی نبینا علیہ السلام اٹھلیوں سے لکھتے تھے اور انکے بعد انکی اولاد بھی ایسا ہی کرتی رہی یہاں تک کہ حضرت ادریس علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قلم سے لکھنا شروع کیا اور دوسرے علوم بھی ایجاد کیے۔ انھیں لوگ ہرمس الہرامسہ کہنے لگے (کشف الظنون)

اہرام بنائے تھے بعضوں کی رائے ہے کہ تعین جہات نجوم دریافت موسم وغیرہ کی غرض سے یہ اہرام بنائے گئے تھے بعض کہتے ہیں کہ ریگستانی طوفان روکنے کیلئے بنائے گئے بعض انکا مقصد غلہ اور پانی کا ذخیرہ جمع کرنا بتاتے ہیں۔ ہر دو ٹس مولخ لکھتا ہے کہ مصریوں کے خیال کے مطابق اہرام حیات انسانی کی تشکیل ہیں۔ ان کے پائین حصہ کا اس قدر وسیع ہونا اور آخر میں ایک نقطہ پر ختم ہو جانا انسان کے نمو و انحطاط کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ زمانہ متاخر میں ایک مذہب پیدا ہوا ہے جو اہرام مصریہ کو مثل کتب سماوی کے مقدس اور واجب تعظیم خیال کرتا ہے۔ اس مذہب کا بانی جان میلر ہے اور بعض علماء ہیئت مثل پروفیسر سمتھ اور آجے موگنفر انسیسی اس مذہب کے مشہور پیروں میں سے ہیں۔ اس مذہب کے ماننے والوں کا اعتقاد یہ ہے کہ اہرام مصریہ کو بعض انبیائے سلف نے بنایا ہے جو کہ اولاد سے سام بن نوح کے تھے۔ اور اسرار علم ہیئت جو الہام ربانی سے انھیں معلوم ہوئے تھے اس میں ودیعت رکھے ہیں اور اہرام مصریہ انبیائے سلف کے معجزات باہرات سے ہیں۔ یا قوت جموی نے معجم البلدان میں بجا الہ خط مصر (مصطفیٰ ابن سلامۃ القضاہ) لکھا ہے کہ ایک قدیم قبر میں ایک تحریر پائی گئی جسے ایک عمر شخص نے پڑھا اسکا حاصل یہ ہے کہ علمائے مصر کو بذریعہ نجوم لے ستارہ کی جن گزیش کی بنا پر انھوں نے یہ رائے قائم کی تھی اسکا حاصل حسب ذیل ہے۔

(الف) بوقت طوفان آبی نزول قلب اسکا اول دقیقہ راس سرطان میں ہوگا اور اس نزول کے وقت

دوسرے کو اکب کے موضع تفصیل ذیل ہونگے شمیس و قمر اول دقیقہ راس حل میں اور رطل ایک درجہ ۲۸ دقیقہ حل میں

منکشف ہوا کہ اولاً طوفان آبی آئیگا۔ اسکے بعد آگ کی مصیبت نازل ہوگی اسوجہ سے ان لوگوں نے بادشاہ وقت کو صلاح دی کہ اہرام بنائے جائیں جسین علوم وفنون محفوظ کر دیئے جائیں اور انھین میں بادشاہوں کی قبریں بھی ہوں۔
 غرض کہ انھین خیالات کا جڑا کر عرب شاعر کہتا ہے۔

اہرام نے دانشمندی عقل کو چکرا دیا ہے اور بڑے سے بڑے
 خواب کو حقیر کر دیا ہے۔

وہ بہت ہی سچے مضبوط اور بلند ہیں۔ تیرا وجود کوشش
 بلخ کے وہاں تک نہیں پہنچ سکے۔

حسرت عقول ذوی النہی الاہرام

واستصغرت لعظیمہ الاحلام

ملس منبقة البناء شواہق

فصرت لغال دونھن سہام

حاشیہ صفحہ گذشتہ۔
 ۴ ششتری ۲۹-۲۸
 ۵ برج ۲۹-۲۸
 ۶ زہرہ ۲۸-۲۸
 ۷ عطارد ۲۷-۲۷
 حوت میں

زہرہ کی حرکت بجانب میزان اور قمر کا اوج اسد میں۔ بقدر ۵-۵ ہوگا

(واضح ہو کہ مثلثات سماوی میں سرطان یعقرب۔ حوت۔ برج آبی شمار ہوتے ہیں)

(ب) بوقت طوفان آتشی حلول قلب اسد برج اسد کے پندرھویں درجہ کے آخری دقیقہ میں ہوگا۔ اس کے

ساتھ ہی ایک دقیقہ میں آفتاب اور زحل آفتاب سے متصل ہوگا اور ششتری اسد کے اول درجہ میں ہوگی اسکے

ساتھ ہی ایک دقیقہ میں برج ہوگا۔ قمر دوسرے ہوگا۔ اور عطارد پندرہویں ترین مقام پر بحالت رجعت ہوگا اور زہرہ سترہویں کی حالت میں ہوگی۔

فکراس موقع پر بیکار ہو گئی اور اسکے عجائبات کے سبب
 وہم خود ہم میں پڑ گیا پھر بھی یہ نہ معلوم ہو سکا کہ۔
 آیا وہ عجیب بادشاہ کوئی قبر میں یا طلسم رمل میں یا
 (ہیب) نشانات۔

لمادر حین کبا التفکر و نہا
 واستوهمت بعجیبها ابلا و هام
 اقور املاک الا عا جم هت ام
 طلسم رمل کت ام اعلام

گر اصل یہ ہو کہ وہ قدیم شاہان مصر کے مقبرے ہیں۔ ہر بادشاہ اپنے لیے ایک ہرم
 اپنی زندگی میں بنوانا شروع کر دیتا جب وہ مرتا اُسکی لاش حنوط کر کے اس ہرم کے
 اندرونی غار میں رکھ دیا جاتی اور راستہ بند کر کے اوپر کا حصہ برابر کر دیا جاتا۔ اور بقول
 ابن عفر قدیم مصر نو کا دستور تھا کہ جب کوئی مرتا اُسکا تمام مال و اسباب اُسکے ساتھ دفن
 کر دیا جاتا اور اگر وہ کاریگر ہوتا تو اُس کے اوزار بھی اُسکے ساتھ دفن ہوتے۔

ان تمام اہرام میں دو ہرم خاص ہیں جو ہرمان کہلاتے ہیں (ذکر ان کا
 آگے آتا ہے)

تالیخ نبائے ہرم۔ اہل اسلام میں بعض کا قول ہے کہ حضرت ادریس نے
 ہرمان کو بنایا۔ بعض اسے سان بن المششل کی جانب منسوب کرتے ہیں۔ بعض ملک ضیق
 کو اسکا بانی قرار دیتے ہیں۔ جدید تحقیقات یہ ہے کہ قدیم شاہان مصر میں سے تیسری خاندان
 سے لیکر بارہویں خاندان تک کے بادشاہ (۲۵۰۰۔۲۰۰۰ قبل مسیح) ان اہرام کو بنواتے رہے
 سب سے مشہور اور سب سے بڑا ہرم شاہ سورید نے (۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱،

بنوایا اور اسی کو ہرم کہتے ہیں۔ دوسرا ہرم اول کے نسبت زیادہ بلند کرسی پر بنایا گیا اسکا بانی شاہ کروٹس (۳۶۳۳-۳۶۳۳) ہے یہی دو ہرمان کہلاتے ہیں۔ مقام جزا کے ایک تیسرے ہرم کو بھی علماء جدید انھین مین شمار کرتے ہیں۔ اور انھین کو اہرام کبار لکھتے ہیں۔ یہ ہرم ہرمان سے بہت چھوٹا ہے اور شاہ منکارا (۳۶۳۳۔۔۔) نے اسے بنایا۔

اس وقت تک سولہ ہرم ایسے ہیں جنکے بانیوں کا پتہ چل گیا ہے اور یہ سب ہزار برس قبل مسیح کے معلوم ہوتے ہیں۔ بنائے ہرم کی تاریخ نہیں علماء کا بہت اختلاف ہے۔ اس بارے میں حضرت علیؑ کا قول ہے کہ بنی المران والنسرفی السرطان یعنی ہرمان اس وقت بنے تھے جب نسرطان مین تھا۔ اور قول کی صداقت اس سے ظاہر ہے کہ ہرم پر نسر کی شکل بنی ہوئی ہے۔ اس قول کے مطابق بنائے ہرم بارہ ہزار برس سے متجاوز ثابت ہوتی ہے۔ یعنی قبل طوفان نوح یا قوت جموی کی بھی یہی رٹ ہے کہ اہرام طوفان کے قبل تعمیر کیے گئے۔ جن لوگوں کی یہ رٹ ہے انکی ایک قوی دلیل یہ ہے کہ اگر طوفان کے بعد تعمیر ہوتے تو ضرور اُنکا کچھ حوالہ دوسری جگہ معاصر اقوام مین ملتا۔

تعداد و تعین تعداد مین علماء نے اختلاف کیا ہے، نہ اسوجہ سے کہ اہرام کی تعداد نامعلوم ہے بلکہ اسوجہ سے کہ وہ بعض کو اسمین شامل کرتے ہیں اور بعض کو خارج

(خاصیہ صفحہ ۱۰۲) ڈیوڈوس نے Cham-bis یا Chamme لکھا اور سینھونے ۱۰۲۱۰۱۰۱۰۱۰ قرار دیا۔

۱۰ Chafra ! chephrew -

مثلاً بنط میں جو اہرام بارہویں خاندان کے بعد بنے انھیں بعض علماء اس شمار میں شامل نہیں کرتے۔ سطح بعض چالینس بعض سُترا و بعض ٹچپٹر تعداد میں کرتے ہیں۔

مقام وقوع۔ کل اہرام ۱۲۹ اور ۳۰ درجہ عرض البلد شمالی کے درمیان واقع ہیں تین مشہور اہرام مقام جزائین ہیں اور ان کے گرد دوسرے چھوٹے چھوٹے اہرام ہیں۔ علاوہ اسکے مقامات ہرپس اور قسطاط میں متعدد اہرام واقع ہیں۔

ہیئت و جسامت۔ اہرام کی شکل مخروط متضلّع مربع (چار گوشہ) ہے۔ اور جہات اربعہ اسکے نہایت صحت کے ساتھ مشرق و مغرب شمال اور جنوب کی سمتوں کو ظاہر کرتے ہیں اور تحقیق جدید سے جو تفاوت قلیل محسوس ہوا ہے وہ اس سبب سے قابل اعتناء نہیں ہے کہ مردِ ایام کی وجہ سے ضلّاع صحیح معلوم نہیں ہو سکتے۔

جس پیمانہ پر اہرام کی بنا لگی ہے اسکو اصطلاح جدید میں اصبع مقدّس *Sacred Anchos* کہتے ہیں۔ وہ زمین کے شمالی محور کا دو کڑور وان حصہ ہے۔ اس خاص پیمانہ کے خصوصیات بعد کو ظاہر کیا جائیگی۔ یہاں چند اہرام کی جسامت بطریق اختصار مروجہ فٹ کے ناپ سے بیان کی جاتی ہے کیونکہ اصبع مقدّس میں انکی پیمائش کا دینا خالی از وقت نہیں۔ اس موقع پر دو عربی شاعروں کے تخیل کی داد نہ دنیا ظلم ہے جنکی مثالیں خالی از لطف نہیں۔

انھیں اپنی زندگی کی قسم (سچ کہنا) کہ باوجود کثرت مشاہدات کے تھے کوئی منظر ہر ان مصرعے زیادہ خوشنما دیکھا ہے۔

بعیشک هل البصرت احسن منظر
على طول ما البصرت من هر مٹی المص

وہ آسمان کا طواف کر رہے ہیں اور ہوا میں سطح بلند ہیں کسی سماک یا نسر بلند ہو۔

اور زمین سے انکی اٹھان اس مریکیے کافی ہے کہ وہ سینہ زمین کے اُبھرے ہوئے پستان خیال کیے جائیں۔

ہرمان کی بنا پر غور کرو اور اس میں عجیب شے ابو الہول کو دیکھو۔

وہ دونوں رحیل کی عمارتوں کے مثل ہیں حسین و محبوب اور دونوں کے درمیان ایک قیب ہو (کہ وہ ایک دوسرے سے مل سکیں) اور نیل کا پانی جو نیچے بہ رہا ہو اس کے آنسو ہیں اور ہوائی آواز جو ان کے گرد (سنسنا رہی) انکی آہیں ہیں۔

اطافا باعنان السماء واشرفا
على الجوع اشرف السماء او النسر
وقد وافيا نثران من الارض عاليا
كانهما ثديان قاما على صدر

فامل بينة الهرمين وانظر
وبينهما ابو الهول العجيب
كعمارتين على رحيل
لمحبتين بينهما رقيب
وماء النيل تحتهم ادموع
وصوت الريح عندهما نحيب

(۱) ہرم کبیر۔ ابتدا قطر قاعدہ (یعنی ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک جو خط گزرتا ہو)

۷۷ فٹ اور ارتفاع ۸۸ فٹ تھا مگر اب قطر قاعدہ ۵۵ فٹ ۸۲۸ انچ رہ گیا ہے اور بلندی بھی کچھ کم ہو گئی ہے۔ رقبہ اس کا ۳ مربع ایکڑ کے قریب ہے۔ مقبرہ جو اسکے اندر بنایا گیا تھا اس کا طول ۴۶ فٹ عرض ۲۷ فٹ اور ارتفاع ۱۰ فٹ تھا۔ اس مقبرہ تک پہنچنے کیلئے پتھر کا کمرہ ۲۰ فٹ کا راستہ بنایا گیا تھا۔ اسکے علاوہ ایک اور کمرہ (یا چھت) تھا جس کا طول ۱۹ فٹ عرض ۷ فٹ اور ارتفاع ۲۰ فٹ تھا۔ یہ کمرہ ملکہ کے نام سے موسوم کیا گیا۔ جو راستہ اس کمرہ کو گیا تھا اس کا زاویہ ۲۶ درجہ ۱۸ دقیقہ تھا۔ اس کمرہ سے

۵۰ فٹ کا ایک دوسرا راستہ نکالا گیا اور ایک کمرہ بادشاہ کے نام سے تیار ہوا جس کا
 طول ۳۴ فٹ عرض ۷ فٹ اور ارتفاع ۹ فٹ تھا۔ یہ کمرہ ہرم کے عین وسط میں تھا۔
 بالائی نقل کم کر نیکے لیے اس کمرے کے اوپر پے در پے پانچ کمرے بنادئے گئے۔ نوچیں ہی
 میں خلیفہ مامون رشید نے اس ہرم کے راستے کو کھولوائے۔ تمام اہرام میں اسی قسم کے
 کمرے بنے ہوئے تھے۔

(۲) ہرم شاہ کرورس۔ اس کا قطر قاعدہ ۷۰ فٹ ۳۔ انچ اور ارتفاع ۵۰ فٹ
 ہے۔ رقبہ اس کا ۵۵۴۱۹ مربع گز ہے۔ ۱۱۷۰ فٹ ۶ میں بزدنی نے اسے کھولا۔

(۳) ہرم شاہ منکارا۔ اس کا قطر قاعدہ ۵۰ فٹ ۳ اور ارتفاع ۲۱۵ فٹ ۶۰ سین تین
 کمرے ہیں اور زیرین کمرے میں ایک تابوت رکھا ہوا پایا گیا تھا۔ تابوت پر حسب
 ذیل عبارت کندہ ہے:-

” آسرس اشمال وجوب کا بادشاہ منکارا (ہمیشہ زندہ رہنے والا) آسمانوں نے
 تجھے بنایا ہے۔ منط (آسمان) نے تجھے پیدا کیا اور سب (زمین) نے تجھے پالا۔ آسمان
 تجھ پر اپنے ربانی اسرار کا سایہ کیے ہوئے ہو۔ اس نے تجھے خدا بننے کی اجازت دی ہے۔
 اے بادشاہ شمال وجوب اب تیرا کوئی دشمن نہیں ہوگا۔ منکارا (ہمیشہ رہنے والا)
 اس ہرم میں ایک نفس کے کچھ اعضا ایک کفن میں لپٹے ہوئے پائے گئے
 اور وہ برٹش میوزیم کو بھیج دیئے گئے۔

۱۸۸۰ء میں ایم میسر و فرانسسی نے بہت سے اہرام کی پیمائش وغیرہ

کی اور دیکھ پتا چلے آئے۔

عجائبات ہرم۔ اہرام مصر کے عجائبات دنیا میں مشہور ہیں محققین یورپ نے انکی تحقیقات میں بڑی ہوشگاریاں کی ہیں۔ مسٹر پراکٹر نے ایک مستقل کتاب ہرم کبیر کے بارے میں تحریر کی ہے۔ ہم چند عجائبات بیان کرتے ہیں۔

(۱) محل وقوع۔ منجملہ اسرار ایک یہ ہے کہ ہرم کبیر عرض البلد ۳۰ درجہ شمالی میں واقع ہے تحقیقات جدید سے جو تفاوت قلیل عرض البلد میں پایا گیا ہے وہ قابل اعتنا نہیں ہے۔ پروفیسر اسمتھ کا قول ہے کہ ہرم راس وہانہ رودیل پر واقع ہیں اور وہانہ رودیل جسے دلتہ کہتے ہیں (شکل دال یونانی) کہتے ہیں مثل چٹکے کے ہے جس سے قطع دائرہ کی شکل (▲) پیدا ہوتی ہے۔ اور قطع کے مرکز پر اہرام بجانب جنوب واقع ہیں۔ عجیب ترین جغرافیہ خصوصیت یہ ہے کہ ہرم وسط براور وسط دائرہ عرضیہ پر واقع ہے کیونکہ تیس درجہ عرض البلد اکثر قطع بری سے گزرتا ہے اسکے علاوہ وہ نہ صرف وسط بلکہ وسط محور پر واقع ہے۔ ہرم کبیر کی مزید خصوصیت یہ ہے کہ وہ مرکز قوسی ساحل بحیرہ پر واقع ہے جہاں سے رودیل کی مختلف شاخیں جاری ہوئی ہیں۔ واما النيل تحتها موع۔

(۲) جہات۔ اوپر مذکور ہو چکا ہے کہ جہات اربعہ ہرم کے نہایت صحت کے ساتھ مشرق۔ مغرب۔ شمال اور جنوب کی سمتوں کو ظاہر کرتے ہیں۔ خط مشرق کا دریافت کرنا ایسا آسان نہیں ہے جیسا باؤی النظر میں معلوم ہوتا ہے بلکہ درحقیقت بہت مشکل ہے

اور جو شخص علمِ ہدیت کماحقہ نہ جانتا ہو مشکل ہے کہ وہ ہات اربعہ صحت کے ساتھ معلوم کر سکے۔ یہ امر بھی ہرم کے عجائبات میں شمار ہونیکے لائق ہے۔

(۳) اخبارِ گزشتہ و آئندہ۔ اہرام کے ذریعے سے اس قسم کی خبریں دی گئی ہیں اور یہ من قبیل اسرار الغیب ہے جس کو سوائے ذاتِ علام الغیوب کے یا جنکو بطریق وحی و الہام یہ اسرار دیئے گئے ہوں اور کوئی نہیں جان سکتا۔ از انجملہ یہ ہے کہ وقت بنائے اہرام خصوصاً ہرم کبیر نجومِ ثریا فلک پر ایسے مقام پر واقع تھے کہ انکے بہترین آثارِ عالمِ سفلی پر ظاہر ہو سکیں یعنی خط نصف النہار پر جہانِ دائرۃ البروج معدل النہار کو قطع کرتا ہو۔ جملہ آثارِ ماضیہ و آتیہ سے دور ہزار سالہ کا اعلان ہے حسین کہ مسیح علیہ السلام (باعقدا و نصاری) یا امامِ دوازدهم (باعقدا و اکثر اہل اسلام) ظاہر ہونگے۔ ایسے ہی کچھ اعتقاد ان لوگوں کے تھے۔

آثارِ علمیہ۔ اہرام کی ساخت ایسی رکھی گئی ہو جس سے بہت سے اصولِ علوم کا پتہ چلتا ہو۔ اضلاعِ مربعہ قاعدہ ہرم کی ناپ مساوی تعدادِ ایام ایک سال شمسی کے ہے یعنی ۳۶۵ دن۔ ایک دن کے لئے سوا پچھ مقرر کیئے گئے ہیں۔ نسبتِ مجموعِ الاضلاع کی ارتفاع کے ساتھ وہی ہے جو کہ دائرہ کے قطر کو اسکے محیط کے ساتھ ہوتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہو کہ بانیِ اہرام تبعِ دائرہ سے باخبر تھا۔ ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ تک خطِ گزرا ہو یعنی قطرِ قاعدہ وہ اس مدت کو ظاہر کرتا ہو جنہیں کہ بموجب اصطلاح قدما فلک ثابت ایک دن و پورا کرتا ہے یا بموجب جدید جس مدت میں کہ زمین کا محور اس عمود کے گرد اگر دو سطحِ فلک پ قائم ہو

ایک دو ر تمام کرتا ہے۔ ارتفاع ہرم کبیر سے مسافت شمس کی زمین سے یعنی ۹۲ ہزار ملین میل جو بنا بر قول صحیح مقدار اس مسافت کی ہے، ظاہر ہوتی ہے۔ شکل اور زانت زمین کی یہ امر اوسطاً اور تقسیم برد بحر کی اور معمور و غیر معمور کی سطح ارضی پر اور اوسط درجہ حرارت و برودت زمین، یہ سب امور اہرام سے ظاہر ہوتے ہیں۔

لاریب کہ بانیان اہرام علوم ہیئت و ہندسہ کو کما حقہ جانتے تھے۔ اسباب میں جب قدر اسباب و آثار علمیہ محقق ہوئے ہیں۔ انکو محض بخت و اتفاق کی طرف منسوب نہیں کر سکتے۔ بلکہ یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ وہ ان علوم سے واقفیت تامہ رکھتے تھے۔

علوم مصریہ محققین نے ان آثار علمیہ پر بحث کر کے بہت سے مفید نتائج علوم مصریہ کے نسبت پیدا کیے ہیں، از انجملہ چند بطریق اختصار بیان کیے جاتے ہیں۔ تیس درجہ عرض البلد پر اس قدر صحت کے ساتھ واقع ہونے سے ظاہر ہوتا ہے کہ عرض البلد کا استخراج کیا گیا ہو جو اُس قدیم زمانے میں بہت مشکل تھا، اور طریق استخراج یا بذریعہ اظلال (سایہ) کے ہو یا کسی ستارے کے ارتفاع کے ذریعے سے جو اُس زمانے میں قطب شمالی کے قریب واقع ہو۔ طریق اظلال چندان قابل اعتماد نہیں، کیونکہ آفتاب بہت ہی بڑا جرم ہے اور منہائے ظل بہ مشکل معلوم ہو سکتا ہو۔ تیسویں درجہ میں سایہ آفتاب بروز تحویل محل بوقت نصف النہار نصف وتر کے ہوتا ہے۔ پہلی دشواری یہی ہے کہ کسی بندہ نے کاسطح زمین پر عموداً نصب کرنا مشکل ہے۔ دوسرے یہ ضروری ہے کہ تحویل بہ نقطہ اعتدال نصف النہار کے وقت ہو، یعنی نوروز بوقت نصف النہار واقع ہو۔

تیسرے معلوم کرنا صحیح وقت نصف النہار کا بذات خود وُشوار ہے۔ چوتھے منہائے
ظل کا معلوم کرنا بہت ہی وقت طلب ہے، کیونکہ جرم شمس ایک نقطہ روشن نہیں
ہے بلکہ ایک بہت بڑا کرہ ہے۔ نظریں مشکلات، نتیجہ اخذ کرنا پڑتا ہے کہ عرض البلد
کسی ایسے ستارے کے ذریعے دریافت کیا گیا ہے جو اب دی الظہور ہو۔

اُس زمانے میں ستارہ ثعبان جو کہ اکب طین میں سب سے زیادہ روشن ہو
قطب شمالی سے بہت ہی قریب تھا۔ ثعبان چوتھے درجے کے ستارہ نہیں ہے اور چندان
روشن نہیں ہو۔ مگر ممکن ہے کہ قدیم زمانے میں زیادہ روشن رہا ہو کہ قدامیونانی حرت
کو (جو پہلا حرت ہے) اس ستارے سے مخصوص کیا تھا۔ اس صورت میں یہ ستارہ
۲۷۹۰ سال قبل مسیح علیہ السلام نقطہ قطب شمالی سے قریب تر تھا۔ اور نقطہ قطب شمالی
کے گرد یہ ستارہ جس دائرے میں حرکت کرتا تھا اسکا قطر چاند کے قطری سے (جو آنکھ
سے نظر آتا ہے) چوتھائی تھا۔ اور ایسی مقدار ہے جس کا معلوم کرنا بغیر آلات کے
بہت ہی وُشوار ہے۔ پس ممکن ہے کہ ثعبان کو قطب شمالی پر منطبق کرتے رہے ہوں
لیکن جس وقت ہرم کبیر کی بنا پڑی ہو یہ ستارہ اس مقدار سے ساٹھ گنا دور تھا یعنی
جس دائرہ پر قطب کے گرد پھرتا تھا اسکا قطر چاند کے قطری سے سات گونہ زیادہ تھا
لیکن چونکہ کوئی دوسرا روشن ستارہ ان اطراف میں نہیں تھا، یہ ستارہ انکے مقصد
کیلئے بہت ہی مفید ثابت ہوا ہوگا۔

تمام اجرام سماوی بہ سبب کثافت ہوا اور قوت انعکاسی کے اپنے اصلی مقامات

سے زیادہ بلند معلوم ہوئے ہیں۔ خاص کر جب یاجرام قریب اُفتی ہوں۔ عجب نہیں کہ بنیان ہرم کبیر نے اس اثر کو دریافت کر لیا ہو، پس غالب ہے کہ ان لوگوں نے ستاروں کی بلندی اُس وقت تحقیق کی ہو جب یہ ستارے آسمان پر سب سے زیادہ بلند مقام پر ہوں کیونکہ اُس حالت میں اثر انعکاس بہت ہی کم ہو جاتا ہے۔

ضرور ہے کہ حکیم ارجس مجددِ علم مہیئت جس نے اپنے وقت میں فہرست کو اکب درست کی یا اور جس شخص نے کو اکب ثابۃ کے مواضع معین کئے وہ اثر انعکاس سے واقف ہو، لیکن جو شخص اول اس اثر کو معلوم کر کے ضبط تحریر میں لایا وہ بطلمیوس تھا۔ اس بنا پر ممکن ہے کہ بنیان ہرم اس اثر سے ناواقف ہوں اور ارتفاع کو کب اس وقت حاصل کیا ہو جب ستارہ سمت الراس میں پہنچ گیا ہو۔

پس اگر عرض البلد کو بطریق اظلال معلوم کیا ہو تو ضرور ہے کہ آفتاب کو اس کے موضع حقیقی سے کسی قدر بلند دیکھا ہو۔ اس صورت میں زمین پر موضع حقیقی سے انھوں نے بجانب شمال حرکت کی ہوگی یہاں تک کہ تیس درجہ عرض البلد میں پہنچ گئے۔ اور اگر ستارے کے ذریعہ سے معلوم کیا ہے تو دوسری جانب غلطی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ ارتفاع قطب عرض البلد کی کمی بیشی کے ساتھ لپست و بلند ہوتا رہتا ہے جس جگہ عرض البلد زیادہ ہوگا قطب بلند نظر آئیگا، بخلاف ارتفاع شمس کے، کہ جس جگہ عرض البلد کم ہوگا ارتفاع زیادہ نظر آئیگا۔ ان ہر مقامات کو پیش نظر رکھ کر ہمیں یہ دیکھنا چاہیئے کہ بنائے ہرم میں کس جانب غلطی ہوئی ہے تحقیق جدید کے بموجب معلوم ہوتا ہے کہ وسط ہرم موضع حقیقی سے ۱۱ میل جانب

جنوب واقع ہے۔ اس مقام پر ارتفاع مری قطب تقریباً تیس درجے ہی۔ اور اگر نصف میل جانب جنوب چلے جائیں تو ارتفاع مری تیس درجے ہو جاتا ہے۔ لیکن اہل مذہب اہرام حجاز یہ اعتقاد ہے کہ اہرام وحی اور اہام ربانی سے قائم کئے گئے ہیں انکا قول ہے کہ بانیان اہرام مسئلہ انعکاس سے کما حقہ واقف تھے بلکہ متاخرین سے بہتر جانتے تھے۔ اور چونکہ وہ یہ چاہتے تھے کہ موقع اہرام دونوں طریقوں سے درست رہے اور یہ ممکن نہ تھا۔ لہذا انھوں نے موضع حقیقی اور موضع مری کے وسط میں قائم کر دیا۔ اور اس میں شک نہیں کہ جس مقام یعنی کوچہ جزا پر ہم بنایا گیا ہے اس سے زیادہ مناسب کوئی اور مقام نہیں ہو سکتا ہے کیونکہ وہ ہم کی بنیاد پتھر پر قائم کرنا چاہتے تھے۔ پروفیسر سمٹھ کا قول ہے کہ بنیاد ہم کو کوچہ جزا کے کنارے قائم کی گئی ہے اور جو سنگ و خاک بنیاد دکھونے سے برآمد ہوئی اُس سے پشتہ بندی کر دی گئی تاکہ عمارت کے وزن سے اسکی بنیاد کو نقصان نہ پہنچے۔

امردویم، جہاتِ ہرم خط مشرق کا دریافت کرنا ایسا آسان نہیں ہے، جیسا باوی النظرین معلوم ہوتا ہے بلکہ درحقیقت بہت مشکل ہے۔ اور جو شخص علم ہیئت کیلئے نہ جانتا ہو، مشکل ہے کہ وہ جہاتِ اربعہ صحت کے ساتھ معلوم کر سکے۔ جہات کے معلوم کر نیکا طریقہ یہ ہے کہ کوئی تہ سطح زمین پر عموداً نصب کر دی جائے اور قبل نصف النہار و بعد نصف النہار اُسکا سایہ دیکھا جائے، اور ایک معینہ دائرہ کے اندر سایہ کے مدخل و مخرج سے جو قوس پیدا ہو اُسے نصف کر دین۔ لیکن غالباً اس صورت میں بھی بانیان ہرم نے ستارہ ہی کی مدد سے اپنا کام انجام دیا ہوگا۔ قطب فلک سے شمال حقیقی ظاہر ہوتا ہے

اور اگر اُس ستارہ کو جو قریب قطب واقع ہوا، اسکی غایت بلندی یا غایت پستی کا نشان لیں تو شمال حقیقی معلوم ہو جائیگا۔

واضح ہو کہ جو ستارہ قطب کے قریب واقع ہو، قطب کی نسبت سے اسکے چار مواضع ہوتے ہیں۔ ایک انتہائے بعد جانب مشرق۔ دوسرے انتہائے بعد جانب مغرب۔ تیسرے انتہائے بلندی سے جو تھے انتہائے پستی۔ پس عجب نہیں کہ انتہائے بعد جانب مشرق مغرب سے وسط حقیقی کو معلوم کیا ہوا اور انتہائے بلندی و پستی سے اسکا مقابلہ کیا ہو۔ اور اسی غرض سے پہاڑ و زمین سردا بے زمین سے قیاس درجہ جُھکے ہوئے کھوٹے ہوں۔

سائنسہ نولیف نامی اہل ہند نے جہات الاربعہ ہرم کا امتحان کیا معلوم ہوا کہ بیش و قیہ محطی کا فرق ہے یعنی وسط قاعدے کے موضع حقیقی سے ساڑھے سینتیس انچ یا یکہ جانب جنوب و شمال کے اختلاف (یعنی خط مشرق و مغرب) میں تریسٹن انچ کا فرق ہے اور یہ فرق نو ہزار ایک سو چالیس انچ میں ہے جو قاعدہ کا طول ہے۔ پس اس حساب سے پانچ گز میں ایک انچ کا فرق پڑتا ہے۔ لیکن پروفیسر سمٹھ نے اپنے عمدہ آلات سمیہ کے ذریعے سے معلوم کیا ہے کہ صرف ساڑھے چار دقیقہ کا فرق ہے، یعنی خط جنوب و شمال کا اختلاف ایک فٹ (بارہ انچ) کا ہے۔ پس اس حساب سے بیش گز میں ایک انچ کا فرق ہوتا ہے۔ اس تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جہات کا قائم کرنا ستاروں کے ذریعے سے عمل میں آیا ہے نہ کہ اطلاق کے طریقے سے۔

سردا بے جو دریافت جہات کے لیے بنائے گئے تھے۔ وہ یہی سردا بے ہیں

جو اس وقت موجود ہیں۔

بعض بائیانِ ہرم نے دنیا کو چیلنج دیا ہو اور اپنے ہرم پر یہ عبارت کندہ کرائی ہے کہ ”ہم نے انھیں بنایا۔ اب جسے بادشاہت کا دعویٰ ہو وہ انھیں گرا دے۔ گرانہ بنانے سے آسان ہو۔“ بہت سے بادشاہوں نے اپنے جوش میں اہرام کو منہدم کرنا چاہا مگر باوجود تمام کوشش کے ایک ہرم بھی آج تک منہدم نہ ہو سکا۔

یہ ہیں عجائباتِ اہرام جس پر آج تک عقلا ذنگ ہیں۔ ابنِ عفیر کا یہ قول سچ ہے کہ ”میں جب کسی شے کو دیکھتا ہوں تو یہ خیال آتا ہے کہ زمانہ اس پر رحم کرے مگر حیبِ اہرام کو دیکھتا ہوں تو خیال آتا ہے کہ یہ زمانے پر رحم کریں۔“

اصلاح و توسیع کونسل

اصلاح کونسل کے موافق یا مخالف جو کچھ کہنا تھا، اسکا آب وقت گزر گیا۔ اب اس کے نتائج سے اس کے عیب و صواب کو دیکھنا ہو اور اسکا وقت ابھی نہیں آیا ہے۔ پس ہم اس وقت اسکا ایک مختصر تاریخی خاکہ دیتے ہیں جس سے وہ تمام تدریجی مراحل پیش نظر ہو جائیں، جو تین برس کے اندر اس اکیم کو پیش آنے ہیں۔

ابتدائی خیال اس وقت پیدا ہوا جب مسئلہ کا بجٹ پارلیمنٹ میں پیش کرتے وقت لارڈ (سٹر) مارکی نے وہ مشہور تقریر کی جو اپنے خصوصیات کے اعتبار سے ہمیشہ یادگار رہیگی۔ انھوں نے آئندہ اصلاحات کا خوشنما منظر دکھایا اور فرمایا کہ میں اپنی پوری مملکت کے ساتھ اس اعلان کا استحقاق رکھتا ہوں کہ موجودہ ضروریات سے گورنمنٹ ہند کو پوری ہمدردی ہے۔ ہم اپنے (انگلستان کے) نظام حکومت کے مقدس درخت کو جسما ہندوستان میں منتقل نہیں کر سکتے مگر ہم اپنے انتظامات کے اعلیٰ اصول وہاں جاری کر سکتے ہیں۔ تین اصلاحات ضروری سمجھی گئی ہیں۔ اولاً کلکتہ میں مباحثہ بجٹ کیلئے جو بہت ہی محدود وقت دیا جاتا ہے وہ مضحکہ خیز و ناپائیدار خیال بھی ہو کہ ایسے اور ایسے مشورے کی تجاویز کی ترمیم پیش کیا سکے۔ نیا قانونی کونسل میں قائم مقامان رعایا کا عنصر ڈھایا جائے۔ . . اور

میں خوشی سے کہتا ہوں کہ وائسرائے بہت جلد اپنی اکرکیٹو کونسل میں سے ایک کمیٹی مقرر کریں گے جو غور کرے گی کہ ان امور میں کہاں تک اصلاح ہو سکتی ہے۔

چنانچہ کمیٹی مقرر کی گئی اور اس کے غور و فکر کا یہ نتیجہ نکلا کہ ۲۴ اگست ۱۹۰۷ء کو گورنمنٹ ہند نے اپنی تجاویز سرکٹری آف اسٹیٹ کے پاس روانہ کر دیں اور عام طور پر بحث کی اجازت دی۔ یہ اسکیم ہندوستان میں بہت ہی نامقبول ہوئی اور عام طور پر اس کی مخالفت کی گئی۔ البتہ مسلمانوں کی جانب سے اعتراضات سخت نہیں ہوئے بلکہ گو نہ احسانندی کا ہمارا کیا گیا کیونکہ اصلو یہ تسلیم کر لیا گیا تھا کہ مسلمانوں کو جیادگانہ نیابت کا حق دیا جائے۔ اس اسکیم کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ایڈوائزری کونسل (شوری)

گورنمنٹ نے اس کی ضرورت اسوجہ سے سمجھی کہ آزادانہ اور آزاد رائے رائے حاصل ہو سکیں۔ اور اس لیے اسکے قاعدے بھی ایسے ہی رکھے گئے۔ اس قسم کی کونسل تین درجہ کی قائم کی گئی تھیں (۱) امپریل، جو وائسرائے کو مشورہ دے۔ (۲) پراونشیل جو حاکم صوبہ کو مشورہ دے (۳) لوکل جو حکام ضلع کو مشورہ دے۔

امپریل کونسل کیلئے جو قواعد معین ہوئے تھے وہ مختصراً یہ ہیں (۱) ساٹھ ممبر ہونگے جن میں سے بیس والیان ملک ہونگے۔ (۲) کل ممبروں کا تقرر وائسرائے کے ہاتھ میں ہوگا اور انکی میعاد پانچ برس ہوگی (۳) انکا کوئی قانونی وجود تسلیم نہیں کیا جائیگا اور نہ ان میں کسی قسم کے باضابطہ اختیارات دیئے جائیں گے (۴) ان کا فرض ان خاص امور پر مشورہ دینا ہوگا

جوائے روبرو پیش کیے جائیں (۵) ان سے مجبوجہاً اور منفرداً مشورہ حاصل کیا جائے گا۔ انکی کل کارروائی خفیہ ہوگی اور جب تک گورنمنٹ ضروری نہ سمجھے اسکی اشاعت نہیں کی جائیگی صوبے کی کونسلوں کے لیے بھی اسی قسم کے قواعد تھے۔ فرق صرف اس قدر تھا کہ صوبوں کی کونسلوں میں ضروری ہو کہ چھوٹے زمیندار اہل حرفت و تجارت اور سرمایہ دار اور دوسرے پیشوں کے لوگ بھی شامل کیے جائیں۔

اس تجویز کو اکثر زمینداروں نے پسند کیا مگر والیان ملک نے مخلوط مجلس کو ناپسند کیا۔ اور انکی اس رائے سے گورنری بھی۔ لکھنٹ گورنر پنجاب اور چیف کسٹمر صوبیات متوسط نے بھی اتفاق کیا۔ عوام کی جانب سے امپریل کونسل کی نسبت اہم اعتراض یہ تھا کہ اسمین تجارت اور دیگر پیشوں کے قائم مقام شریک نہیں کیے گئے۔ اور بڑے زمینداروں کی کیفیت یہ ہے کہ اپنی جائداد کا انتظام نہیں کر سکتے۔ ایکٹ ۱۸۷۴ء ۱۸۷۵ء ۱۸۷۶ء اور ۱۸۷۷ء کے شاہدین۔ والیان ملک نے خود اسے ناپسند کیا اور انہیں بھی اس اہم ذمہ داری کے انجام دینے کی قابلیت چند ہی والیان ملک میں پائی جاتی ہو۔ چنانچہ لارڈ لٹن نے بھی اپنے وقت میں ایک امپریل پریوی کونسل قائم کی تھی اور اسکی تعداد بارہ تک محدود رکھی تھی مگر صرف آٹھ والیان ملک کو وہ یہ اعزاز دے سکے۔ اس اثنا میں والیان ملک کی حالت میں بہت ہی کم فرق ہوا ہے۔

حقیقت یہ تجویز اپنے قسم کی نئی تجویز نہیں تھی بلکہ ۱۸۷۴ء کے قانون کونسل پاس

آف اسٹیٹ کے پاس روانہ کی۔ اس تجویز میں بھی غلبہ سرکاری ممبروں کا تمام کونسلوں میں قائم رہا۔ اگرچہ اسکی نسبت بمقابلہ سابق کچھ کم ہو گئی۔ سکرٹری آف اسٹیٹ نے اسکا جواب اپنے مراسلہ ۲۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے ذریعے سے دیا اور اصولاً یہ قرار دیا کہ سوائے اسپیرل کونسل کے اور کونسلوں میں غیر سرکاری ممبروں کی کثرت رکھی جاسکتی ہے۔

جب یہ مراحل طے ہو گئے تو انڈیا کونسل ایکٹ پارلیمنٹ میں پیش ہوا یہ بل اولاً ہاؤس آف لارڈز میں پیش ہوا۔ ۲۴۔ فروری کو دوسری بار پڑھا گیا اور ۹ مارچ کو دفعہ ۳ کے خارج کیے جانیکے بعد کمیٹی میں پاس ہو گیا۔ ۹ مارچ کو لارڈز میں دوبارہ تحریک کی کہ دفعہ ۳ شامل کیجائے گریہ تجویز نام منظور ہوئی۔ ۱۱۔ مارچ کو تیسری بار پڑھا گیا اور پاس ہوا۔ ہاؤس آف لارڈز میں پاس ہونیکے بعد یکم اپریل کو مسٹر بکانن نے اس بل کو ہاؤس آف کامنز میں پیش کیا اور دوسری مرتبہ پڑا گیا۔ ۱۹۔ اپریل کو دفعہ ۳ جسے ہاؤس آف لارڈز نے خارج کر دیا تھا قاعدے ترمیم کے ساتھ پھر داخل کی گئی۔ اور ۲۶۔ اپریل کو بل پاس ہو گیا۔ ۲۷۔ مئی کو ہاؤس آف لارڈز نے بھی دفعہ ۳ کا شمول منظور کر لیا اور بالآخر ہائی کو شاہی منظوری حاصل ہو کر یہ مسودہ قانون ہو گیا۔

اب اس قانون کے مطابق عملی صورت اختیار کرینیکے نسبت سکرٹری آف اسٹیٹ

۱۔ منشا اس دفعہ کا یہ تھا کہ جن صوبوں میں اگر کمیٹی کونسل نہیں ہو ان میں اگر کمیٹی کونسل مقرر کیا جاسکتی ہو۔ اب اس ترمیم کے ساتھ یہ دفعہ منظور ہوئی ہے کہ جب کسی صوبہ میں ایسی کونسل مقرر ہوتا تجویز ہو تو اس کے ساتھ روز کے اندر ہاؤس آف لارڈز یا ہاؤس آف کامنز اسکے خلاف ملک معظم کو ایڈریس دیں تو یہ اختیار عمل میں نہ آوے۔

اور گورنمنٹ ہند میں مراسلت شروع ہوئی۔ اور بہت جلد تمام فروعی امور طے ہو کر قواعد مرتب ہو گئے۔ انومبر کو سکریٹری آف اسٹیٹ نے اپنی منظوری دیدی اور ۱۵۔ نومبر کو جدید قواعد شائع کیے گئے۔ ان قواعد میں دو باتیں خاصکر اہم ہیں وہ یہ کہ صرف گورنر جنرل کی کونسل میں سرکاری میمورنکی کثرت رہیگی اور صوبوں کی کونسل میں غیر سرکاری کثرت کا ہونا نہ صرف ممکن بلکہ لازمی ہوگا (رزلویشن گورنمنٹ ہند) دوسرے یہ کہ اہل پیشہ مسلمان زمیندار یورپین تاجراور ہندوستانی تاجر ان لوگوں کی نیابت کیلئے خاص قواعد میں کیے گئے ہیں۔ بعض حصص میں یہ قواعد بہت زیادہ ناپسند کیے گئے خاصکر بنگال سے مخالفت کی صدائیں زیادہ بلند ہوئیں۔ انتخاب در انتخاب کا قاعدہ تمام ہند مالک میں مذموم سمجھا جاتا ہے۔ امریکہ میں انتخاب پریسیڈنٹ تک میں کوئی واسطہ درمیان میں حائل نہیں ہوتا۔ برخلاف اسکے ہندوستان میں صوبے کی کونسلوں کی جانب سے جو ممبر ویرے کی کونسل میں منتخب ہوتا تھا وہ چار داسطون سے وہاں تک پہنچتا تھا۔ انتخاب ممبران مینیو سپلٹی انتخاب قائم مقامان ممبران۔ انتخاب ممبر کونسل صوبہ۔ انتخاب ممبر کونسل وائسرائے جدید قواعد سے صرف نمبر ۲ خارج کر دیا گیا ہے۔ بہت زیادہ امید تھی کہ اس قسم کی رکاوٹیں رفع کر دی جائیں گی۔ لیکن یہ اُمید غلط ثابت ہوئی۔ اسکے ساتھ ہی جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ چیمبرس آف کامرس کانسٹیکاران نیل وچا، وغیرہ (جو علی العموم یورپین ہیں) اور مسلمانوں کو یہ حقوق دیئے گئے ہیں تو ہندو تعلیم یافتگان کی دشمنی اور انکی شکایت کے بجا ہونے میں کوئی صاحب فہم شک نہیں کر سکتا۔ اگر مسلمان اپنے حقوق کو محفوظ رکھتے ہوئے اس امر میں اپنے

ہندو بھائیوں کی تائید کریں گے۔ تو یقیناً دونوں قوموں کے لیے مفید ہوگا۔

کونسلوں کی انتہائی تعداد جو علاوہ وائسرائے، گورنر، یا لفٹنٹ گورنر اور اکس آفیشیو ممبران کے مقرر ہوئی ہو وہ حسب ذیل ہے:-

کونسل وائسرائے (۶۰) کونسل گورنران مدراس و بمبئی اور لفٹنٹ گورنران بنگال، صوبجات متحدہ اور مشرقی بنگال و آسام ہر ایک (۵۰) لفٹنٹ گورنران پنجاب ہر ایک (۳۵) ہر ایک (۳۵)

امپیریل کونسل

بھارتیہ ہندو	بھارتیہ مسلم	بھارتیہ سکھ	بھارتیہ جٹ	بھارتیہ پارسی
۸	۹	۹	۹	۹
۲۸	۲۳	۲۰	۶	۶
۸	۳	۷	۵	۵
۵۳	۵۴	۵۴	۵	۵
۲۵	۲۸	۲۸		

۱۔ امپیریل چیمبر آف کامرس (۲) غیر سرکاری ممبران کونسل (۷) امرتسر، ملتان (۳) ۲۔ از جانب کونسل (۱۳) از جانب ملتان (۷) از جانب ملتان (۵) چیمبر آف کامرس کلکتہ (۱۲) قائم مقام ہندوستانی تاجران (۲) از جانب کونسل (۲) از جانب ملتان (۲) ہندوستانی تاجران (۲) ۳۔ از جانب کونسل (۲) از جانب ملتان (۲) ہندوستانی تاجران (۲) ۴۔ از جانب کونسل (۲) از جانب ملتان (۲) ہندوستانی تاجران (۲) ۵۔ از جانب کونسل (۲) از جانب ملتان (۲) ہندوستانی تاجران (۲)

مدراس و بمبئی ۲۔ صوبجات متحدہ ۲۔ پنجاب ۱۔ برما و مشرقی بنگال و آسام ۱۔ صوبجات متوسطہ ہندوستان کے پانچ قائم مقام اس طرح بنے جائیں گے کہ بنگال، مشرقی بنگال و آسام صوبجات متحدہ پنجاب ایک ایک مدراس و بمبئی سے باری باری ایک -

ہم ان تمام تجاویز کی مدد کی کیفیت عبارت میں دینے کے بجائے یہ زیادہ مفید سمجھتے ہیں کہ شمار و اعداد میں ایک ایسا نقشہ دیدیا جائے جس سے ایک نظر میں تمام صورتیں عیاں ہو جائیں۔

۳۵ مثل سابق صرف اتنے فرق کے ساتھ کہ زمینداروں کی جانب سے چھمبر ہونگے۔ زمینداران پنجابی قافلہ گاہ کو دفنٹا فر دے گی اور تجارت ہند کے قافلہ گاہ میں ہونگے۔ مسلمانوں کے قافلہ گاہ میں یہ ترسیم ہوئی کہ پنجاب خارج کر دیا گیا۔ وائسرائے خود ایک مسلمان کو تادم ذکر شیخے اور مدد اس وکبئی کو برابرق دیا گیا۔

تعداد ممبران کونسل برائے ترقی

تفصیل ممبران		مدرس	مبئی	بنگلہ	صوبائی متحدہ	مشرقی بنگال	پنجاب	برما
اکس آفیشیو	۱۸۹۱ء	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳
	۱۸۹۲ء	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳
	۱۸۹۳ء	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳
	۱۸۹۴ء	۳	۳	۳	۳	۳	۳	۳
نامزد شدہ سرکاری	۱۸۹۱ء	۹	۹	۹	۹	۹	۹	۹
	۱۸۹۲ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۳ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۴ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
غیر سرکاری	۱۸۹۱ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۲ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۳ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۴ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
منتخب شدہ	۱۸۹۱ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۲ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۳ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۴ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
اہل ان فن و کار و تجارتی و حرفہ و صنعت	۱۸۹۱ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۲ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۳ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
	۱۸۹۴ء	۲	۲	۲	۲	۲	۲	۲
حاکم صوبہ	۱۸۹۱ء	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱
	۱۸۹۲ء	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱
	۱۸۹۳ء	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱
	۱۸۹۴ء	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱

حصہ دوم

ہم محلاً لکھ چکے ہیں کہ اس حصہ میں کیا کیا باتیں شامل ہونگی۔ یہاں خصوصیت کے ساتھ آٹو گراف کا ذکر کرنا چاہتے ہیں۔ مشاہیر کی تحریر جو دیکھے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہو ہر زبان کے ادبی خزانہ کے پیش ہما جو اہر ہوتے ہیں۔ یورپ میں بہت مبلغ اہتمام اس امر کا کیا جاتا ہے کہ مشاہیر کی اصلی تحریر بہت محفوظ ترین وہاں اکثر کتب خانوں اور عجائب خانوں میں یہ ذخیرہ جمع رہتا ہے۔ چونکہ وہاں اس قسم کے کتب خانے اور عجائب خانے بہت کثرت سے ہیں۔ ہر شخص ان تحریرات کو دیکھ سکتا ہے۔ ہندوستان کا حال بالکل اسکے خلاف ہے۔ سلف کی تحریریں اکثر ضائع ہو گئیں اور ضائع ہوتی جاتی ہیں۔ اس لیے ہم نے یہ ارادہ کیا ہے کہ ہر پرچہ میں موجود یا گذشتہ مشاہیر میں سے دو ایک کی تحریرات اُنکے اصلی خطوط میں شائع کیا کریں۔ ان تحریرات کا جمل کرنا اور اصلی خطوط میں ان کا چھاپ دینا آسان کام نہیں ہے اور شاید اردو میں یہ پہلی کوشش ہے۔ ہمیں اُمید ہے کہ ہمارے ناظرین اس قسم کی تحریرات کا پتہ دیکھ بھاری اعانت فرمائیں گے۔

حضرت ریاض

حضرت ریاض کا جو بلند پایہ اردو شاعری میں ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ تیس ہینسین برس کی شوخی کلام کو نگو
تڑپا رہی ہو مگر ابھی تک انھوں نے اپنا دیوان مرتب کرنے کی طرف توجہ نہیں کی اور باوجود اپنے دوستوں کے
اصرار کے وہ اس جانب سے لاپرواہ ہے۔ ایسی حالت میں ان کے کلام کا جو حصہ بھی لپچائے غنیمت ہو پس جس قدر شعرا
کے انھیں کیا کر کے رفیق اثر ترمیم دیا ہے۔ چونکہ ان کے شعرا یاد رکھتے ہیں جن میں کچھ نہ کچھ قدرت ہوتی
ہے۔ اس لیے یہ مجموعہ ان کے طرز خاص کا عمدہ نمونہ ہو سکتا ہے۔

ایک غزل بھی انھیں کے خط میں درج کی جاتی ہے۔ چونکہ غزل وہ بہت ہاتھ روک کر لکھتے ہیں اس لیے
ان کے سوا خط کا اس سے پورا پورا پتہ نہیں مل سکتا۔ ہم آئینہ کسی موقع پر ان کی کوئی تحریر بھی شائع کر دیں گے۔
یہ غزل اچھوتوں کے مشاعرے کے لیے کی گئی تھی مگر اتفاق سے ہمیں ایک لطیف غلطی ہو گئی۔ مشاعرے کا مصرع
طرح تھا۔ سو گھنٹے میں ایک سی بود و مست شمن پھول میں : مگر کسی اتفاق سے حضرت ریاض نے بہت خوبصورت
اس مصرع نے یہ صیغہ اختیار کیا : سو گھنٹے میں و مست شمن ایک سی بود پھول میں : ظاہر ہے کہ اس تغیر سے
کس قدر شکل ہو گئی مگر ریاض نے اس سنگلاخ زمین میں جو پھول کھلائے ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہیں۔
ایک سی بود پھول میں ترن معنون میں آس سکتا ہے۔ اول یہ کہ وہ پھول ہیں اور دونوں میں
ایک سی ہو ہے۔ (نمبر ۱۱-۱۲) دوسرے یہ کہ ایک ہی پھول ہو اور اول سے آخر تک۔
ایک سی ہو تیسرے یہ کہ ایک ہی پھول ہو اور مختلف لوگوں کے لیے ایک سی ہو ہو۔ اور پھر
پھول دو معنی میں آسکتا ہے ایک معنی گل اور دوسرے معنی شراب۔ (نمبر ۲-۵-۷-۹-۱۱)
اس ہتھکڑی خیال کو ہمیشہ نظر رکھ کر غزل کا لطف حاصل کیجیے۔

ہر پے شیخ و برہمن ایک سی بو پھول میں پاؤ ہین سب سوت و شمن ایک سی بو پھول میں
 بنو تمان اہل گلشن ایک سی بو پھول میں پھول ستم رنگ دہن ایک سی بو پھول میں
 مہتین گزری ہین بہت ناز و سحر پھینکے ہوئے پھول ہی آلا مرقن ایک سی بو پھول میں
 شاہد گل سو کر کتنی مٹی جلتی دُختِ رز ایک سو بود و نون پر فن ایک سی بو پھول میں
 جو گل پر اس قدر تنہی کر کیا اے شاخِ گل کیوں کھلے مینا کی گردن ایک سی بو پھول میں
 اے تم میرے دل پر دماغ کی دیکھو سار ایک سا ہر رنگ گلشن ایک سی بو پھول میں
 بادِ رنگین میں موج بو کی حالت پائدار شیشے میں دیوار آہن ایک سی بو پھول میں
 غنیمتِ دل میں ہمیشہ ایک سی بو سے ونا کہتے ہی او گل بلبلن ایک سی بو پھول میں
 ایک سا دیکھا ہمیشہ دختِ رز کا رنگ دپ دہ جوازی ہو کہ بچپن ایک سی بو پھول میں
 یار کے لب کی مٹی میں رنگ بو کیساں مدام تو دکھا دی تھو سوسن ایک سی بو پھول میں
 سُنکے یہ بو گل و مے مست و نون ایک سے بول اُٹھی ساقی کی چتون ایک سی بو پھول میں
 شاہدِ گل کی طرح رنگین لباسِ عطر بیزر ایک سا ہر رنگ دامن ایک سی بو پھول میں
 درخشاں سے معصیت کا بول گلشن آریاض پھول ہر ہر دماغ دامن ایک سی بو پھول میں

جناب فر۔ منبر سرگزشت آستانِ امیر میر مجید بن زبان کوئی کچھ حسد دنیا
 حجت ہے ہر غریب دیش کو کچھ غنیمت سحرانہ سب کو فدا کر۔ ریاض فر

ہے ہے شہنشاہ دہر ہنس ایک سی بو بھول میز
 ہے کہا لڑاے اگل شتر ایک سی بو بھول میز
 تدبیر گزری ہر دست ناز سر چھپے ہوئے
 شاہ گل سر کشتی طغی جلتی دخت رز
 نبر شگاہ پر اسفند نکتہ ہے کیا ای شام گل
 آگے تم میر دل برداغ کی دیکھو ہزار
 بادۂ یگین موج بو کی حالت پائدار
 چنچل دل میر ہمیشہ ایک سی بوئے وفا
 ایک سا دیکھا ہمیشہ دخت زند کا نگہ پرو
 یار کے لب کی مٹی میز رنگ و بو یکساں دوام
 سنسکاپ۔ بو شگاہ دم مریت دو ایک سے
 شاہ گاہ کی طرح رنگین لب سر و عطر میز
 ایک سا ہر رنگ دامن ایک سی بو بھول میز
 شیشے میز دیوار آہن ایک سی بو بھول میز
 کب ہی او گل ہر دامن ایک سی بو بھول میز
 وہ جوانی ہو کچھ پھر ایک سی بو بھول میز
 تو دکھا دی ہم کو سوسن ایک سی بو بھول میز
 بول اٹھی ساتی کی جتوں ایک سی بو بھول میز
 ایک سا ہر رنگ دامن ایک سی بو بھول میز

بنا خزان ہے صحبت کا دل کا گلزار ریاض فر
 بھول ہے ہر دامن دامن ایک سی بو بھول میز

دیر سے شفقتِ اسطرح ایک نہ نے پھیر ریاض
 اُو عندلیبِ نگ اُو امیری آہ کا
 فتنے کو پوچھتا ہو کوئی اس ادا کے ساتھ
 مقصود ہو کوئی نہ پیے وہ حریص ہوں
 بی کر بھی جھلک نور کی مُنہ پر نہیں آتی
 وہ حشر میں بھی سرِ بگربان نہیں ہوتا
 نہ رُس بت کے ہو یا نہ یہ کچھ ورتھا
 نہ آیا ہمیں عشق کرنا نہ آیا
 اللہ ہر جو شب کو بھی ہنمغل ہو ریاض
 ریاض اک مردِ آخر میں ہو تم بھی
 خدا کی مار ریاض اس ترے تعشق پر
 یہ اپنی وضع اور یہ دشنام موفروش
 بک گیا عمامہ ہو کر رہن مے
 آفتابِ مشرب چمکا ریاض
 کبھی کچھ رات گئے اور کبھی کچھ رات ہی
 غیر کے گھر سے جھک پڑے کیوں نکلے تھے
 دنیا کی پڑ رہی ہیں نگاہیں ریاض پر

بیٹھ کر یادِ راعین جنہو مناجات مارا
 تقلیدِ یمن بھی کچھ ہے ابجا کا غرا
 چھوٹا سا وہ ریاض کا اخبار کیا ہوا
 واعظ ہو امین رند قبحِ خواہ کر کیا ہوا
 ہم زندون میں جو صاحبِ بیان نہیں ہوتا
 کافر نہیں ہوتا ہے پشیمان نہیں ہوتا
 اپنے اللہ کے صدقے اُس منظور تھا
 مرے عمر بھر اور مرنا نہ آیا
 منہ صبح ہوتے دیکھ لیا وزہ دار کا
 تجھ کر عاقبت برباد کرنا
 کہ سُن کے ذکرِ تان آدمی نہیں رہتا
 سُن کر جو پی گئے یہ مزا غلسی کا تھا
 بوجھ ترا سر سے جھگڑا تو چمکا
 داغِ مودہن سے جب میں نہ ہوجکا
 ہمنے ان پردہ نشینوں کو نکلے دیکھا
 نکلے دیکھا تھیں پھر چھپکے نکلے دیکھا
 کس نوک کا جوان ہے کس آن بان کا

اس واسطے نہ آؤ بجلت کیسے مین ہو
 پھرتا تھا اُس گلی مین عجب نفع سے ریش
 لٹ گئی شب کو وہ شہر جس کو چھپا تو تھے بہت
 پاؤں تو ان حسینوں کا منہ چوم لونِ یاض
 کعبہ سنتے ہیں کہ گھر ہو بڑے دہاکا یاض
 ارے یسی یہ سمجھ کر کہ ترا عاشق ہے
 قرض لایا ہے کوئی بھیس بدل کر شاید
 گھر مین دس ہوں تو یہ رونق نہیں مٹی گھر مین
 کیا کروں ایسا زور ویداد مشوقِ صال
 ہم اُڑ کر بھی نہ پہنچیں ہم سے اتنی دور ہو جانا
 وہ رات مین یاد آتی ہیں وہ بات مین یاد آتی ہیں
 عالم ہو مین کچھ آواز سی آجاتی ہے
 شوخی سے ہر شگوفے کے ٹکڑے اڑا دیے
 کہتے ہیں خوب کہی ہم نہ ستائیں تکو
 سے چرلے مین ہمیں ہی طوولی کیا
 اپنے دیوانوں سے سن لو تم فغانِ عندلیب
 رہ گئے تھے کبھی ہم جا کے یونین کی رات

پوچھا جو گھر کسی نے تو کعبہ بتا دیا
 اک اُپت خارا تھ مین اور گھٹا ہوا
 ان حسینوں سے کوئی پوچھے کہ کیا جاتا رہا
 آج انکی گالیوں نے بڑا ہی مزا دیا
 زندگی ہے تو فقیرون کا بھی پھیرا ہوگا
 تیرے ناتے نے کیا قیس سے غم کیا
 میفر و شون کا ہے واعظ سے تقاضا کیا
 ایک نے یوانے سے آباد ہے صحرا کیا
 نامہ بر تو عمر بھر جاتا رہا آتا رہا
 مبارک شاخ گل کو شاخِ مغل طور ہو جانا
 مرا کھٹل کھیلنا ظالم تر ا مجبور ہو جانا
 چپکے چپکے کوئی کہتا ہے فسانہ دل کا
 جس غنچہ پر نگاہ پڑی دل بنا دیا
 تم جو پاؤ تو ستاؤ ہمیں کیا کیا
 ہم اُڑا لائے سب تو آج اچھوتا کیا
 مدتوں مین جا کے سیکھے ہیں زبانِ عندلیب
 مدتوں یاد رہی ہم کو خرابات کی رات

مجھ سے بدبخت کا دن غیر ہی بخت کی رات
 رہ گئی آج بھی محتاج اُسی بات کی رات
 قرض پی آئے لک کان سو آج
 کمین بری ہو آسمان سے آج
 ترا شباب بٹھے عمر جاودان کی طرح
 یہ کون ٹوٹ پڑا مجھ پر آسمان کی طرح
 یہ کون چلا کوہ کے دامن سے نکل کر
 وہ کھوئے گئے کو چہ دشمن سے نکل کر
 یا کوئی بزرگ آئے ہین دفن سے نکل کر
 صحرا کی زبان اور ہے گلشن کی زبان اور
 رات بھر پیتا ہے یہ مرد مسلمان آجکل
 جو خشک ہوں تو ہمارے مزار کے قابل
 اہل حشر انتظار کرتے ہین
 وفا ہو تا ہے غیر وں سو جو وعدہ ہمس کر تہین
 یہ بہت پہونچے ہوئے اللہ طے لوگ ہین
 مجھے حسین بہت پار سنا سمجھتے ہین
 شاخ گل پر آشیانا کچھ نہیں

یہ برس نے کے نہیں لاکھ نہ مانہ بد لے
 مو بھی تھی پیار بھی تھا وصل کا سامان بھی تھا
 لمبی ڈاڑھی نے آبرو رکھ نہ
 کس منے کی ہوا میں مستی ہو
 تری ٹھان تری کر و قیامت کی
 یہ کسکے سایہ دیوار نے میں ڈالا ہو
 فرما نہ جاتا ہو کمین قیس سے مل کر
 ہم آگئے ہم پا گئے ہم لے گئے اُن کو
 پہنے کفن کیا یہ ریاض آئے حرم میں
 فریاد جنوں اور ہے بیل کی فغان اور
 دن کو روزہ عید شب کو ہر شب بغل ریاض
 شگفتہ بھول حسینوں کے ہار کے قابل
 او خود آراے بزم کیتانی
 عبت امید محشر پر ہمارے دن گذر تی ہین
 دیکھ کر سنتے ہو کیا تم صورت پاک ریاض
 خدا کرے کمین موقع سے بکجو بلجائین
 ہاتھ سے گلچین کے جھٹکے کون کھائے

ریاض اک چلبلا سادل ہو ہم ہون
نظر بچائے بغل میں دبائے شیشہ سے
ریاض باتون میں اپنی اگر نہیں جا دو
یہ جو ہم کھل کے مومنین پیتے
ہم لاکھ پارساؤں کے اک سیاسی
وہ خوش کہ فریب اسکو دیا ہکو تسلی
اٹھے کبھی گھبر کے تو میخانے کو ہو گئے
وہ بیٹھے ریاض آج تو کچھ جھوم رہے ہیں
بڑے پاک طینت بڑے صاف ہلن
یہ پاس پردہ نشینوں کا ہو کنا لے بھی
مگر بھی پیتے ہیں ریاض آپ باینش سفید
ترپنے والوں میں بھی تفرقہ ہے
ہے آگ لگی آگ لگے اسکے اثر کو
ہم بند کیے آنکھ تصور میں پڑے ہیں
وہ جرم ڈھونڈ ڈھونڈ کے کرتا ہوں رات دن
چلتے ہیں جبے ریاض تو کچھ جھومتے ہوئے
اک شو ہے بہر فاختہ از قسم شہد و شیر

حسینوں کی بھری محفل ہو ہم ہون
کسین ریاض بھی پینے پلانے جاتے ہیں
پری کو شیشے میں یون ہی اتار لیتے ہیں
خوف آمرزگار کرتے ہیں
موقع سے تمکو پائین تو بتلاؤ کیا کریں
دونوں کو مزے کتے ہیں پیمان دفا میں
پی آئے تو پھر بیٹھے رہے یا د خدا میں
اب یہ بھی گئے جاتے ہیں مردان خدا میں
ریاض آپکو کچھ ہمیں جانتے ہیں
جو اونچے ہوتے ہیں پردہ پکار لیتے ہیں
ہائے یہ نور کی شکل اور سیہ کا لون میں
تفس میں ہم ہیں بجلی آشیان میں
جاتا ہو کمان نالہ دل بھونکے گھر کو
ایسے میں کوئی چم سے جو آجائے تو کیا ہو
لکھیں جو کا تباہی غسل تو گناہ ہو
جیسے پے ہوئے کوئی مست شراب ہو
اس فاختہ کا بادہ کشوں کو ثواب ہو

ڈرہے کہ اسنے خون کسی کا کیا نہو
ایسی بھی رات کیا کہ ہے دن میں تریگی
کہنا کسی کا ہا سوہ جھنجلا کے ناز سے
دینا ہے تو دے راہ خدا جام میں ساقی
مے نگین کا ساغ چھپ نہیں سکتا چھپائے سو
ریاض انکو کہیں چھٹا ہر تہنہ ہم نہ مانینگے
جھوٹی ٹکر کے مجھے دی تو نے شراب و ساقی
ایک جھوٹے نے الٹ دی طربانگیز لساٹ
بادہ نوشون میں نیا بیر طرقت ہو ریاض
ریاض اک عمر گزری دیر میں آئے مگر اب بھی
ہماری نظر حشر میں شیخ پر تھی
نہ بولے کوئی کو کہن کی لحد پر
خدا حافظ ہے میخانے میں اس ستار کا وعظ
ریاض اک چہر تھے انسان اگر ہوتے قہینے کے
ریاض اب کہاں وہ جوانی کا عالم
پنی بی تھی کچھ کہیں سے گزرے شب لحد
وہاں مسکیشی سے پرستی رہی

اتنا بھی شوخ ہاتھ کا رنگ نہا نہو
آئی ہوئی فلک سے یہ کوئی بلا نہو
کب سخت ہاتھ چھوڑ کوئی دیکھتا نہو
صدقے ترے جلو سے ہمیں پی نہیں آتی
بڑا دھبا یہ تجھ پر جامہ احرام آتا ہے
وہ تم کو کوستے ہیں جب تمھارا نام آتا ہے
یہ یونہی تیز تھی اب ہوش رہا اور موٹی
سو ریاض آج سے دنیا کی ہوا اور نہوٹی
جو نہو کم ہے اب اس مرد خدا کے چلتے
حرم میں گونجتی پھرتی ہر راتوں کو ذان میری
وہ سر پر لیے حوض کوثر نہ نکلے
کہیں لب کے دیوانہ تھیر نہ نکلے
پہن کر اتیہ جبہ دونوں ہاتھوں سے سنھالی ہو
مرے کے شخص ہیں لیکن طبیعت لا ابالی ہو
گلے سے لگاتے جوانی جو ملتی
دن وصل چکا ہے حشر کا ابتک خمار ہو
ہیان عمر بھر فاقہ مستی رہی

مشرمین تو خجرف قاتل میں نہیں ہے
ایک عبا پہنے عصا تھا ماعما باندھے
ہم سے تو یہ معشوق ستائے نہیں جاتے
وہ ہنستے کھینستے بادِ سحر سے
جب اڑنے کو ہم شاخِ سرِ پُور پہنچے
ریاض اچھی کسی پہلے چلو ہو میں لندن کو
پسلی پھڑک اٹھی نظر انتخاب کی
رنگینی کلام کے متران جائے
گلے ملتے ہوئے حینِ حسین سے

دانہ تبسیم ہیں زنا میں
نہ کو سیہ گا ذرا ہاتھ اٹھا اٹھا کے مجھے
ہجومِ حشر میں لے گئے ہیں بلا کے مجھے
حسینوں کے راز نہان کیسے کیسے
ریاض دھوم ہو جسکی وہ ہر زبان میری
طوفانِ بکلیوں کا اٹھا جلوہ گاہ سے
یہ ڈالیان ہیں کہ ہیں ڈولیاں حسینوں کی
ہیں یہ ریاض ایسے انکو ترس نہ آئے

میں مر کے جیا ہوں کہیں بھر جان نہ جائے
بے دیکھا طرفِ میکدہ جاتے تھے ریاض
موقع سے بھی پاتے ہیں تو کچھ بن نہیں آتی
چلے آتے ہیں خوش خوش کسکے گھر سے
صیاد نے کب ناوک بیدار لگا یا
بہرین توج کی ٹھہری ہوں مجھ معشوقِ سرباب
چھانٹا وہ ذل کہ جسکی ازل میں نہ تو تھی
کیا بات ہو ریاض تھارو کلام کی
اٹھے فتنے نگاہِ ختمکین سے

ہو مسلمان وضع الکا فر ریاض
نگہ سے بڑھ کے ہیں گستاخ دستِ شوقِ مے
یہ کیا مذاقِ فرشتوں کو آج سو جھا ہے
ابھی چپ ہوں محشر میں افشا کرونگا
وہ میں ہوں آج زمانے کو ناز ہو چہر
کسکی نگاہ لڑ گئی انکی نگاہ سے
گلوں کے پرے میں نکلیں ہیں جینوں کی
پائیں تولے حسینوں کو لڑاکے چھوڑیں

جان لو کچھ گزر گئی اُس پر
 چھپا کر رات کو رکھ آئے موزاہر کے جھوٹے
 ہو ریاض اک جوان مست خرام
 شراب و ریاض میکشی سے
 جتنے ہین معشوق مل جائیں ہمیں
 کس شان سے ریاض عصا ٹیکتے ہوئے
 میری شوخی دیکھنا وقت اذان
 دل سمیڑا کا سنبھلنا کیا
 اس طرح کہ گھنگرو کوئی چھاگل کا نہ بولے
 اتنا نہیں جو تیری کڑی آنکھ سنبھالے
 مسکی ہوئی محرم ہے کوئی آنکھ نڈالے
 ان حسینوں کو بنایا ہو خدائے اور ریاض
 ریاض ایسا لگیا گذرا نہیں جوشان جانے کو
 دیدہ و دل بہین کام کے دونوں
 اُڑتے ہوئے میخانے چلے آتے ہیں لاکھوں
 کسی سے وصل میں سنتے ہیں جان سوکھ گئی
 ہمنے اپنے آشیان کے واسطے

منہ چھپائے جو کوستا جائے
 جو جا کر صبح کو دیکھا تو بوتل نصف خالی تھی
 نہ پیے اور جھوٹا جائے
 لمبی ڈاڑھی ہے ہاتھ بھر کی
 ہین یہ سب کا فرہارے کام کے
 آئے ہین میکدے میں ابھی خانقاہ سے
 کان چپکے سے مؤذن کے لیے
 دیکھ لو پیار کی لگا ہون سے
 جب جھم سے چلین گو دین چپکے سوٹھا دی
 آئینے میں بال آئے نہ او گیسوؤں والے
 آنچل سے چھپائے ارے آنچل سے چھپائے
 جھوٹے وعدے کیلئے جھوٹی قسم کو واسطے
 گدائی کے لیے وہ لیکے جام جم نکلتا ہو
 وقت پر جو مزا دکھا جائے
 اُٹھتی ہوئی سلوں کی گھٹا اور ہی کچھ ہو
 چلو ہٹو بھی ہماری زبان سوکھ گئی
 جو چھبے دل میں ہی تنکے لیے

<p>بھولا ہوا سا خواب ہو دنیا کہیں نہ بھولے زیر دامن جام صہبا چاہیے جب سنہیں منہ چوم لینا چاہیے اک حسین اچھے سے اچھا چاہیے میکدے والی سٹے آج تو کچھ کام چلے حضرت خضر سے اچھی رہی صلوٰۃ میری تھی مری قسمت کی جتنی آج سب پانی ہو کوئی کہ آئے ذرا اہل حرم سے پہلے اک قیامت تھے کوچے میں باؤڑ ہوئی عقل پر پتھر پڑیں اب عزم بیت اللہ ہو میکدہ باغ ارم تھامے دم سے پہلے جھومتی قبلہ سے کیا مست گھٹا آتی ہو شکن سی اُن کے دامن میں طبری ہو لے خاک خوب تھے آگ لگا آتی ہے اس گرانی میں منے آئے وہ رزانی ہوئی آپ گھر بھول گئے راہ گذر بھول گئے ہجر کی رات کے ہم چار پہر بھول گئے</p>	<p>بھکا ہوا خیال ہے عقبی کمین جسے ہے لباس پارسائی پڑہ پوش حسن پر حسن تبسم جانِ حسن دل کے بلے میسے پہلو تینیش کائے کٹنی نہیں مجھ مستک برسات کی رات باندھ کر سبز عمامہ جو بھارو پے یاض زمری سے جام مزمین گر گیا پانی سوا آج سر پر لیے میخانہ ریاض آتے ہیں اڑ گئے فتنہ محشر سے ترے نقش قدم چو مینگے ہم سنگ سود چھوڑ کر دستبان میری تو بہنے بنایا ہے خرابات اسکو کیا ادھر ہو کے بہا ہو کوئی دریائے تلاب جہان دل تھا وہیں ہو ترست دل تو بڑی وہ ہو کوئی تجھ کو نہ تھوڑا جانے خط تھا کتنے منے کا حسن ارزان بگیا میرے ہمسایے میں عشرتکہ غمیر کمان مختصر وقت کچھ اس لطیف گذر شب وصل</p>
---	--

عطر سخن

فصح الملک (مارہرہ - اگست ۱۹۰۹ء)

جو عاقل ہیں وہ کب ہوتے ہیں گاہکِ حنیں لفت کے عارت یہ سودا کوں لیتا ہے ایسے نادان لیتے ہیں
ایک آسمان کا ظلم ہو تو اسکو سہ بھی لون نوح ساتون جھکے ہوئے ہیں مرے امتحان پر
دشمنِ جان ہے تری کون ادا کیا کیئے حفیظ سیکڑوں بھیس بدلتی ہے تھکا کیا کیئے
کون میری سی کے گاسرِ محشرے دل فدا وہ جدھر ہوگا ادھر ساری خدائی ہوگی
اُس بُتِ کافر کو بھی دو بھر مجھے بھی ناپسند سیف کسکا ہو کر آبِ رہے یارب مرا ناشاد دل
کے کُجبِ ہلب دریا پے تعظیم اٹھ اٹھ کر اہل قدم لینے کو آئے ہیں جاب آہستہ آہستہ
جانِ جہان سمجھکے تمھیں ہم نے چن لیا حسن کیا آبِ دھڑ ہے آنکھ جو ڈالین جہان پر

پیام یار (لکھنؤ - اکتوبر ۱۹۰۹ء)

اپنی محفل سے نکلوتے کبھی غیر کو بھی ہفت کوئی تو میرا بھی ارمان نکالا ہوتا
لب پر اپنے کبھی شیون کبھی نالہ ہوتا امید اور یہ سیر کوئی دیکھنے والا ہوتا
پند و اعظا کا اثر دل میں نشین کے ہوتا۔ عین مُنہ اگر ریشِ مخضب سے نہ کالا ہوتا
دخترِ رز کی کسی طرح نہ جاتی حرمت تسلیم شیخ صاحب نے اگر ہاتھ نہ ڈالا ہوتا

آنہ دیکھ کے وہ حُسن پر اپنے غمش بہن ہی ہائے ایسے مین کوئی دیکھنے والا ہوتا
 ناز بخت کو کیوں ساتھ لگائے ہو ایسے مودمی کو شبِ وصل تو ٹالا ہوتا
 خوب تھا دلِ مرغِ محبت جو مرے ہاتھ آتا راتِ خانہ گورین بس اُس کا اُجالا ہوتا
 برسات میں گھٹا جو پھری میکے کے سمت حلقِ زاہد کل پڑا وہیں بس خاتقاہ سے
 مرنے کے بعد عشق نے ایسا اثر کیا حسرت ٹپک ہی ہے کیسی نگاہ سے
 سو بھی نشے کی دُھن میں طوافِ حرم کی خوب خاطر داخل ہوئے تو اب مین میکیش گناہ سے
 سقنقہ (احمد آباد، نومبر ۱۹۰۹ء) ص ۱۰۹

ساتی رواج چاہیے روحِ شراب کا اہل جاندار بط کی طرح بطے اڑا کرے
 ہکو تو محتسب کا بھی دل توڑنا نہیں اچھا ہماری آڑ میں اگر پیا کرے
 سمجھائے ناصح اس بُتِ کافر کو جا کے چلے آرزو جھکو نصیحت آ کے نہ بہرِ خدا کرے
 ہر سال عرسِ پیرِ مُغان کا ہوا کرے ہم میکشوں کو مُفت کی یارب ملا کرے
 خنجر کو قاعدہ ہے کہ پتھر چٹاتے ہیں تیز وہ اپنی چشمِ شوخ نہ کیوں سر نہ سا کرے
 زندوں سے دختِ رز کو کسو سے گریزِ رونق قاضی سے اُسکے چاہیے بیشک کھیا کرے
 نیرنگ (رامپور جولائی ۱۹۰۹ء) ص ۱۰۹

مسجد کے رستے سے نہ جاؤنگا میکے برز ممکن ہے راہ میں کوئی مردِ خدا لے
 چھپر گیا تھا میکے تنہا وہاں مجھے تسلیم پیرِ مُغان کے پاس بہت پارا لے
 تڑپوں جو زیرِ خاک نیا حشر ہو گیا سر پر نہو خلک نہ زمین کا پتا لے

آئے ہیں پھول باغ میں آج بال بھر کے بعد کیونکر گلے نہ دوڑ کے باو صبا ملے
میں دل جلاؤں جب بھی نہ وہ دہلیے جادو موسیٰ جلاؤں طور تو قرب خدا ملے
بعد فنا بھی خیر سے تنہا نہیں ہیں ہم رسا بندہ سے پھٹ گئے تو رفتہ نہیں جا ملے
وہ زخم وہ کہ زخم کے لب پر دُعا بھی ہو نقشِ جفا کے پاس ہی نقشِ وفا بھی ہو

قاتلِ دھرتی تو آئے با تھو کو چوم لون صبر یہ ہاتھوں ہاتھ پہلے مجھے خوش ہا ملے
کامل ملے فقیر نے پار سے ہال ان سب لچکا ہوں مجھے آبِ خدا ملے
اردو می معالی (علیگڑھ - نومبر ۱۹۰۹ء)

گلشن کو ہجر یار میں صحرانما ملے غائب ہر اک روش کو غنِ جگر سے سجائے
اک چیز تھی کہ ساتھ گئی اک حبیب کے اُس عہدِ دلفریب کو کیونکر ملائے
اب عشق کا وہ حال نہ جو سن کا وہ رنگ صرت بانی ہے فقط عہدِ تنہا کا فسانہ
کوئی بھی پُرسان نہیں چالِ دلِ رنجور کا یہ ستم دیکھو دیارِ شوق کے دستور کا
حسرت بہت ہے مرتبہ عاشقی بلند تجھ کو تو مفت لوگوں نے مشہور کر دیا

تصویر یار (احمد آباد - نومبر ۱۹۰۹ء)

میں گدے ست ہوں شرمِ بزدانہ ہو غائب میکہ بھولی ہو کا سہ بھیگ کا پیانا ہو
ایسا غم نے چوس لیا میرے جسم کو شہیدِ جسطح پھینک دے کوئی ہڈی چوڑے
کچھ تعلق تو ہے خیرِ عداوت ہی اے وہ کرین ظلم تو کیا کم ہو عداوت اُنکی
حسینوں کی ہو سادگی بھی غضب کی رسوا یہ انداز ہیں دِلکے لیجانے والے

ادنی سے التفات ہوا علی کو کس طرح نادان ملتا بھی ہو زمین سے بھلا آسمان کہیں
پریش اعمال سے مقصد تھا رسوائی مری اقبال ورنہ ظاہر تھا سبھی کچھ کیا ہو اکیونکر ہوا
عجب نہیں جو قیامت کے روز سنگ لحد جلال مری لحد سے گنا ہوئی فرد ہو کے لٹھے
صلاح سخن (لاہور ستمبر ۱۹۰۹ء) مصرعہ طرح۔ وہ بے چلے ہی مجھے پانا ل کر بیٹھے۔

قدم قدم یہ ہیں گلزار دہرین کانٹے طالب یہاں جو بیٹھے کوئی دیکھ بھال کر بیٹھے
ہم اور آپ کا شکوہ کریں خدا کی شان حفظ حضور خیر ہے یہ کیا خیال کر بیٹھے
وہ بے سوال ہی عذر وصال کر بیٹھے رسا حلال کر نیسے پہلے حلال کر بیٹھے
عدو کا ذکر کچھ ایسا گناہ بھی تو نہ تھا ملال کرنے کو کوئی ملال کر بیٹھے
فنا ہوئے تو یہ ہستی کا راز ہمہ کھلا وجہت وہ ایک خواجہ کا خیال کر بیٹھے

رباعیات

اے عاشق وڑا ہذا تو درنا لہ وآہ دنی نزدیک تو دور تر حال تباہ
کس نیت کہ از تو جان تو اند بردن آزار بغافل کشی این را بہ گناہ
زندان گاہے ملک جہان می بازند ولہ گاہے نہ نگاہے دل جان می بازند
این طور قمار را نہ چند است و نہ چون ہر طور بر آید آنچنان می بازند

قاضی حسین سرزی

تا چشم ہم زدیم این چرخ کہود ہفتاد و دو سالہ عمر بد سن پہنچود
من زیاد کہ فریاد نیکرود دست افسوس کہ افسوس نیکرود و سوسود

خلاصۃ الرسائل

نمبر ۱۔ اردو

مخزن (دہلی - نومبر ۱۹۰۹ء) مشرق و مغرب، مولوی جواد علی خان صاحب
 عالمی کے اہم مضمون کا صرف ایک جزو اس رسالے میں شائع ہوا ہے جس میں یہ ثابت
 کر نیکی کوشش کی گئی ہے کہ عربوں نے یونان سے اتنا استفادہ نہیں کیا جتنا اہل فرنگ
 نے عربوں سے کیا اور اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آغاز ترقی ہی سے عربوں کے داعی
 اور ذہنی مطلع پر روشنی پیدا ہو گئی تھی جو بات یورپ کو مدتوں بعد حاصل ہوئی، یہ نتیجہ چار
 مقدمات کی بنا پر قائم کیا گیا ہے (۱) تصنیف و تالیف پر بہ سبب نقل و ترجمہ زیادہ ہوتا
 کیا گیا (۲) خوشے چینی کے لیے دامن نیاز زیادہ وسیع نہیں ہوا۔ (۳) مترجمین
 نقالوں کا شمار بقاء مصنفین و مولفین کم رہا (۴) اجتہاد و استقرار پر زیادہ مدار رہا۔
 اس میں سوکتا بون کے نام دیئے گئے ہیں جو عربی سے یونانی زبانوں میں ترجمہ ہوئیں
 اور یا رہ اسلامی نام دیئے گئے ہیں جنکی میتیں یورپین زبانوں میں بد لگئی ہیں۔
 یہ مضمون بوجہ اپنی اہمیت کے خاص طور پر قابل غور ہے۔

”حرم دیورپ“

محمد رؤف علی صاحب نے لندن سے یہ مضمون لکھا ہے جس میں یہ ظاہر کیا ہے کہ حرم کے نسبت یورپ کا جو خیال عرصہ تک رہا ہے وہ اب کچھ کچھ بدلنے لگا ہے۔ اور اسکے ثبوت میں انھوں نے ایک عیسائی عورت (ڈومیسٹر ادا کا) کے ایک مضمون کا ترجمہ شائع کیا ہے ”یہ عورت خود روم کی رہنے والی ہے۔ اتفاقات زمانہ سے اس کا امریکہ جانا ہوا اور چھ سال کے قیام کے بعد اب معاودت وطن کی ہے۔“ وہ دل ہی دل میں اپنی پُرانی ہنجلیوں کا امریکہ کی لڑکیوں سے مقابلہ کرتی ہے۔ جو فرق نظر آتا ہے وہ ترکی لڑکی کے اعلیٰ صفات ہیں۔ اہل یورپ جس چار دیواری کو قید خانے کی سنگین فصیل تصور کیے بیٹھے تھے وہ اصل میں بلخ دیوار نکلی“ اسی پرچے میں حکیم گلچوبل و جاگوسی کا لیداس کی مختصر سوانح عمریان بھی ہیں۔

اردو می معنی (علیگڑہ نمبر ۱۹۰۹ء) ع یا رفتہ باز آمد با وصل قرآن بکند۔

سلسلہ تذکرۃ الشعراء میں شاہ حاتم کا تذکرہ ہے ”خیر اکبر در شہر اکبر“ مشرقین چند رپال کا ایک مضمون مطبوعہ رسالہ سوراج سے ترجمہ کیا گیا ہے۔ اور اکتوبر کے پرچے میں جو حصہ چھپنے سے باقی رہ گیا تھا وہ اس پرچے میں چھپا ہوا ہیں ہندوستان کے آئندہ پالیٹکس بحث ہے۔ مسئلہ ہندو مسلمانان کے نسبت یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ بہر حال وطن پرستان ہند کو کسی نہ کسی روز یہ مسئلہ ضرور حل کرنا ہوگا۔ ہندوؤں کو تیسرا تپا پڑ گیا کہ سلطنت ہند کی عام زندگی میں مسلمان بھی انکے ہم پلہ ہیں اور مسلمانوں کو علیحدگی کا خطا اور

افضلیت کا گمان دماغ سے نکالنا اور ہندوستان کی قوم الاقوام (وہ قوم جو مجموعہ ہوگی بہت سی قوموں کا) کے ایک جزو کی حیثیت سے اپنے جائز مرتبہ کو مستبول کرنا ہوگا۔

ضیاء الاسلام (بابت نومبر ۱۹۰۹ء) قدیم عرب اور اسکی اصلاح۔ اس مضمون میں مولانا نور الدین صاحب نے یہ ثابت کیا ہے کہ جس زمانے میں جس اصلاح کی ضرورت ہے اسکا سامان خود بخود فطراناً مہیا ہو جاتا ہے۔ خدائے تعالیٰ کی فطرت کا تقاضا ہے کہ جب کسی چیز کی ضرورت دُنیا والوں کو ہوتی ہے تو وہ اپنی عین غایت سے اپنے جادو جلال کے ساتھ زمین کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اُن رکارٹون کو دور کر دیتا ہے جو اُس شے کے حصول سے مانع ہوتی ہیں اور یہ عادت خداوندی جس خوبی سے بعثت پیغمبر آخر الزمان کے وقت ثابت ہوئی کسی دوسرے وقت نہیں ہوئی۔ اس مضمون میں عرب کی جہالت اور انکی بدکرداری اور پھر بعد اسلام انکی کایا پلٹ ظاہر کی گئی ہے۔

”انقلاب“ یہ اس کا تیسرا نمبر ہے اور اس میں فضول خرچی اور تعلیم نسوان پر بحث کی گئی ہے۔

”تہذیب“ یہ مضمون رسالۃ المنار کا ہے جس کو علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ نے ترجمہ کیا اور اس سے اس پرچے میں نقل کیا گیا۔ مضمون اول سے آخر تک دیکھنے کے قابل ہے۔ ایک دلیل عبادت کی نسبت اس میں سے نقل کرتے ہیں: ”روح اگرچہ

اپنے وجود میں فنا کی غارت گری اور تحلیل کے خدشہ سے مطمئن ہے مگر وہ آسمان سے نازل ہوئی ہے اور عالم مادی کے ساتھ اُس کے تعلقات ہیں اور اُس پاس کی جیزونین سے ہر ایک کی بالطبع یہ خواہش ہے کہ وہ اس پر غالب ہو جائے اور حسب طرح چاہے تصرف کر سکے تاکہ قالبِ انسانی کسی طرح اُن کو میسر ہو جائے اس لیے عالم علوی سے اس قدر امداد حاصل کرنے پر رُوح مجبور ہوتی ہے جس سے اُنکا مقابلہ کرے اور اپنے مرکزِ استقلال کو قائم رکھ سکے اور یہ رُوح کی غذا ہے۔

امّ الالسنہ۔ اس بسیط مضمون کا صرف ایک حصّہ اس پرچے میں شائع ہوا ہے اور اس میں یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ”وہ زبان جو سب زبانوں کی ممان ہے یعنی جس سے سب زبانیں نکلی ہیں وہ عربی زبان ہے۔ یہ دلیل مصرعہ ذیل چار بناؤں پر قائم کی گئی ہے (۱) وہ زبان آدم کو دی گئی ہو (۲) امّ القریٰ کی زبان ہو (۳) امّ القریٰ ہی سب سے پہلی عبادت گاہ ہو۔ (۴) وہی زبان آخری زمانے میں بطور الہام عطا کی جائے۔ موجودہ نمبر میں صرف یہ بحث ہے کہ امّ القریٰ مکہ معظمہ ہے۔

فیض الملک (۱۸۹۹ء) زبان اُردو۔ مرزا سلطان احمد صاحب نے ایک مختصر مضمون میں اُردو کے ترقی نہ کرنے پر بحث کی ہے اور دکھایا ہے کہ اگر اُردو کو بعض مخالفین اُردو میں گھٹکو کرنا اُردو میں گھناڑھنا رفتہ رفتہ ترک کرتے جاتے ہیں تو خود حالیان اُردو کی جماعت میں سے بھی اکثر لوگ اُردو سے اسی قسم کی نفرت رکھتے ہیں اور اسکے لیے علاوہ ترتیب لغات و کتب قواعد کے یہ بھی اشد ضروری ہے کہ انگریزی خوان

اُردو سے راہ رسم پیدا کریں۔ اور عوام الناس پر یہ ثابت کر دیا جائے کہ چھوٹے سے لیکر بڑے تک سب کے سب اپنی ملکی زبان کے حامی اور ہوا خواہ ہیں اور ہر ایک شخص دل و جان سے اسکی ترقی چاہتا ہے۔“

(۲) اردو کی زبانی اسکے علم ادب کا ابیل۔ ہلال سے نقل کیا گیا ہے اور اس میں بھی تعلیم یافتہ جماعت کی عام بے توجہی کی جانب توجہ دلائی گئی ہو اور دو کی زبانی یہ منکر جگر شق ہوتا ہو کہ اے کاش مجھے بھی روپیٹ کر کسی وادی میں دفن کر دیتے اور میں بھی مردہ زبانوں میں شمار کیجاتی تو ایسے مرد کے جینے سے اچھا ہوتا۔ انگریزی خوانوں کے اُردو میں اظہار خیال سے قاصر ہونے اور عربی دانوں کے اردو میں خواہ مخواہ قسٹل الفاظ کے شامل کرنے کی شکایت بہت ہی بجا لگی تھی ہے۔ لیکن اُردو میں اصطلاحات علمی کا نہ ملنا بہت ہی وقفوں کا باعث ہے اور ہر انگریزی دان کے لیے یہ ممکن نہیں کہ وہ اصطلاحات کا اختراع کر سکے اور نہ کوئی ایسا ذریعہ ہے کہ مثل یورپ کے ایک اصطلاح پر سب کا اتفاق ہو سکے۔

ترقی (لاہور۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء) قطب شمالی کی دریافت۔ اس میں ڈاکٹر کوکے قطب شمالی تک پہنچنے کا مختصر ذکر ہے۔

”آثار قدیمہ کی شہادت“ کے تحت میں طوفانِ فوج پر بحث کی ہے اور رکھدی اور بابلی دونوں روایات کے حاکم سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ ”خالدی“ روایت طوفانِ اور بابلی بیان طوفانِ فوج کے اختلافات پر بحث کی ضرورت نہیں۔ سب سے پہلی بات

جو آنکھ کو سمجھتی ہے وہ یہ ہے کہ اول الذکر ایک سے زیادہ دیوتاؤں والے ہیں اور مؤخر الذکر صرف ایک خدا کو ظاہر کرتا ہے۔ بابلی روایت میں حضرت نوح اور حقوق کو خلط ملط کر دیا گیا ہے۔ کشتی جس میں ہر قسم کے جانداروں کے جوڑے تھے وہ خالدی روایت کی کشتی سے بالکل جدا تھی۔ یعنی وہ ایک جہاز تھا۔ یہودی بیان میں وہ کشتی تھی۔ کشتی کے ٹھرنے کی جگہ میں اختلاف ہے کہ کوستان اور آرمینیا کے مابین کوئی مقام ہو دوسری بحث میں بظاہر کیا گیا ہے کہ "نہشت کا محل وقوع ملک بابل ہی ہے۔" باغ جو خدا نے عدن میں بنایا تھا۔ تکوئہ حروف کے کتبوں سے معلوم ہوتا ہے کہ عدن بابل کے قدیم زمانہ کے میدان یا مزار کا نام ہے۔ یہاں پہلے پہل جاندار پیدا ہوئے تھے۔

ماہران برقیات میں دیوہی کی سوانح عمری ہے۔

"تجارت من الاقوام کا مسئلہ اور ہندوستان۔" ماہران علم اقتصاد نے اپنے خیالات کو ان حالات کی بنا پر قائم کیا ہے جو ان کے گرد و پیش ہیں اور اس لیے ایک ہی اصول ہر ملک کیلئے موزوں نہیں۔ عرصے تک یہ خیال رہا کہ یہ اصول ایسے نہیں ہیں جو مختلف حالات میں بدل سکیں۔ مگر اب اکثر علماء کی رائے اس کے خلاف ہے۔ پس یاد رکھنا چاہیے کہ اکاؤمی کے اصول ہر ملک پر عائد نہیں ہو سکتے بلکہ خاص حالتوں کا لحاظ کر کے انہیں قطع برید ہونا چاہیے۔ پھر ان پر عمل سیرا ہوتا اور اپنا ڈھانچہ انکی ہدایات کی رو سے ترتیب دینا چاہیے۔"

ادیب (حیدر آباد ستمبر ۱۹۰۹ء) "ہمارا اخلاقی مرض"۔ سید خورشید علی صاحب نے اس مختصر مضمون میں ان لوگوں کا جواب دیا ہے جو قومی کام کو نیا لوہے پر شہرت طلبی کا الزام لگاتے ہیں۔ ان کا یہ سوال بہت بجائے ہے کہ اگر بفرض محال کوئی شخص محض اپنی شہرت کے خاطر کسی پبلک کام میں کوشش کرتا ہو تو اس سے قوم اور ملک کو کیا نقصان پہنچ سکتا ہے؟ بشرطیکہ کام کرتا ہو صرف باتیں نہ بناتا ہو۔

چند پندرہ پندرہ پنڈت مانک راؤ ٹھل راؤ صاحب جاگیر دار نے اس وسیع مضمون میں سری راجندر جی کے بن باس ہونیکے واقعہ کو دکھایا ہے اور جو مفید نتائج اطاعت دلیری کثرت ازدواج کی خرابی وفاداری عورتوں کی تعلیم وغیرہ وغیرہ اخذ ہو سکتے ہیں وہ موقع موقع سے اخذ کیے ہیں۔

صحیفہ (حیدر آباد تاریخ نامعلوم جلد ۴ نمبر ۱) اسلام و نصرانیت نوشتہ ملا محمد عبدالباسط (مولوی فاضل) ایک حصہ اس مضمون کا موجودہ پرچے میں شائع ہوا ہے اس میں بحث کی گئی ہے اور ظاہر کیا گیا ہے کہ اسلام نے علم و تمدن کے ساتھ کیا تباؤ رکھ رکھے۔ ابتدائی صدیوں کے حالات دربارہ علوم عقلیہ و ادبیہ درج کیے گئے ہیں۔ اسکے بعد امتحانوں کے قیام اور مدارس کے طرز تعلیم پر مختصر لکھا ہے۔

”بیدار کے موجودہ گذشتہ حالات“

اس شہر کو احمد شاہ بہمنی نے آباد کیا۔ گرداگرد شہر کے فصیل اور اندر قلعہ ہو
سطح سمندر سے ۲۳۳۰ فٹ بلند اور ہوا صاف و نفیس ہے۔ مختلف معاون بیان

موجود ہیں اور نیشکر وغیرہ بھی پیدا ہوتی ہے۔ یہ شہر حکومت نظام میں داخل ہو۔ اور تعلقہ کا صدر مقام ہو۔ بیان قدرتی چشمے اور باؤلیان بکثرت ہیں جنگا پانی نہایت خوشگوار اور شیریں رہتا ہے پانی میں کبریتی اجزاء شامل ہیں۔ مگر کتنی بدقسمتی ہے کہ باوجود قدرت کی ان فیاضیوں کے جو اس سرزمین کے ساتھ ہر چیز میں مشاہدہ کیجاتی ہیں کوئی ان سے فائدہ نہیں اُٹھاتا ہے۔ اسی قسم کے پانی میں نہانیکے لیے خود ہندوستان سے فرانس سوئٹزرلینڈ وغیرہ کو اکثر لوگ جاتے ہیں۔

بیدر کسی وقت فولادی ظروف خاص کر حقے پرچاندی کے نفوس بنانیکے لیے مشہور تھا مگر ہندوستان کے اور فنون کی طرح اُس پر بھی زوال آگیا۔ بیان کی عمارات قدیمہ میں ایک عمارت خاص طور پر ذکر کے قابل ہے۔ وہ ایک عالیشان دارالعلوم کی عمارت ہے جسے خواجہ محمود گادان نے سٹٹہ میں تعمیر کرایا۔ (قدیم زمانے میں مدارس زیادہ تر مسجد و مین رہتے تھے یہ ایک خصوصیت ہے) ”بجلی کے صدقات سے تقریباً اُس کا نصف حصہ منہدم ہو گیا ہے۔ مگر بقیہ نصف حصہ اب تک پہلا آج تاب کے ساتھ اپنی طرف سیاحوں کی نگاہوں کو کھینچ رہا ہے۔“ مٹنگور بیان اس کثرت سے ہیں کہ شاید ہندوستان کے کسی دوسرے حصے میں نہوں گے۔ ”دور و پیہ پیہ کی کوئی انکے لیے سرکار سے تقسیم ہوتی ہے۔ اور یہ عجیب بات ہے کہ جس لنگور کی باری ہوتی ہے وہی روٹی لیتا ہے۔“

نظام المشائخ (دہلی۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء) سید الطائفہ جنید بغدادیؒ اور اللہ ہو

کی سوانح عمریان اور مجددی خٹخانہ اور موت پر مضامین ہیں۔ مرید کے جو آداب
مجددی خٹخانہ میں بیان کیے گئے ہیں وہ قابل غور ہیں۔ "مرید کو لازم ہے کہ ساری دنیا
سے منہ موڑ کر شیخ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ شیخ کے سامنے سولے فرض اور واجب
اور سنت کے کوئی نامزد نہ پڑے۔ شیخ کے بغیر حکم نفل اور ذکر میں بھی مشغول نہ ہو جب
شیخ کی محفل میں باریابی ہو تو سولے شیخ کے کسی اور طرف ملتفت نہ ہو۔ کیونکہ آقا
جب غلام کو اسوا میں ڈوبا ہوا پاتا ہے تو اس پر یہ امر سخت شاق ہوتا ہے شیخ کے
سامنے سطح کھڑا نہ کہ اپنا سایہ شیخ کے سایہ پر یا شیخ کے کپڑے پر پڑے شیخ کے
سجادہ پر پاؤں نہ رکھے۔ جہاں شیخ وضو کرے وہاں ٹھیک مرید وضو کرے۔ شیخ کا آفتابہ
یا شیخ کے خاصہ کے ظروف آپ نہ برتے۔ شیخ کے سامنے پانی نہ پیئے۔ شیخ کے سامنے
کھانا نہ کھائے شیخ کے روبرو کسی سے ہم کلام نہ ہو جس کان میں شیخ تشریف فرما ہو اس طرف
پاؤں نہ پھیلانے شیخ کے سامنے چیخ کربات نہ کرے۔ شیخ کے اقوال و افعال کو ٹھیک
اور بہتر جانے۔ کھانے پینے۔ سونے۔ جاگنے۔ عبادت۔ ریاضت میں کلیتاً و جزئیاً
شیخ کی پیروی کرے۔ شیخ کی کسی بات پر رائی کے دانہ برابر اعتراض نہ کرے۔"

تنویر الشرق (کلکتہ۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء) شوق ملازمت۔ اس مضمون میں
دکھلایا گیا ہے کہ یہ برکت نہیں بلکہ لغت ہے۔ جس طرح ہوس کیمیا کی تلاش میں جگلوں
اور ویرانوں میں مارے مارے پھرتے ہیں اسی طرح آج کل ہمارے ملک کے نوجوان تلاش ملازمت
میں محکمات کے چکر کاٹتے ہیں۔ مگر نوکری ہے کہ میسر نہیں ہوتی۔"

”شراب“ پر بسید مضمون ہے اول متعارف شراب کی حقیقت اور کیفیت بیان کی ہے۔ پھر شراب محبت کی طرف گریز کیا ہے جس کے پینے والے نہ ہکتے ہیں۔ نہ کسی سے اُچھلتے ہیں بلکہ افزائش کے طالب اور زیادتی کے راعب ہو کر کہتے ہیں۔ ۵

شراب محبت پلانے چلا جا مین ذرہ ہوں نیر بنائے چلا جا
گنگا (جانبہ ہر نمبر ۱۷۷) ہما تہا بھ کی سوانح عمری“ کسی قدر تفصیل سے بیان کی ہے۔ ہندو سطح ایک قوم بن سکتے ہیں۔ پادری ایڈون گریوز کے انگریزی مضمون کو ہندوؤں کے سامنے بغرض غور و فکر پیش کیا ہے۔ پادری صاحب کا خیال ہے کہ اگر عیسائیت ہندوستانی سانچے میں ڈھلی ہوئے۔ ہندوؤں کے روبرو پیش کی جائے اور وہ اس کے ابتدائی اصول تسلیم کر لیں تو بیشک وہ ایک قوم بن سکتے ہیں کیونکہ ویدانت عام لوگوں کا مذہب نہیں ہو سکتا۔ یہ حد درجہ کا دقیق مذہب ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ ویدانت زیادہ تر ایک قسم کی فلاسفی ہے۔ نہ کہ مذہب۔“

البیان (لکھنؤ۔ بیچ الثانی وجمادی الاولیٰ وجمادی الاخریٰ ۱۳۲۷ھ) ہندوستان میں ارتداد (نوشتہ سید علی زینبی صاحب) اسمین اُنھوں نے دکھایا ہے کہ کیونکر ان اقوام کو جو حقیقت مسلمان نہیں ہیں یہ ظاہر کر کے کہ وہ مسلمان سے آریہ ہو گئے ہندوستان میں اعلان کیا جاتا ہے۔ لیکن ہم ان آندھیوں کو رکنا نہیں دیکھتے اور تہ اُمید ہے کہ یہ آگ بلا اسکے بجھ سکے کہ آپ لوگ کمر ہمت مضبوط باندھیں اور اپنے ارادوں کو بخت کریں کیونکہ آریوں نے جو سلسلہ جنائی کی ہے اور اس کو قائم کیا ہے وہ ایک مضبوط

سلسلہ ہے۔ اس کی لڑپین نہایت مضبوطی سے بٹی گئی ہیں جو آسانی سے نہیں کٹ سکتیں اور نہ تھوڑی سی قوت سے ٹوٹ سکتی ہیں وہ لوگ ترقی کے راستوں پر دفعۃً ٹوٹ پڑے ہیں اور انکا جوش ٹھنڈا نہیں ہوتا اور سب کے سب ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے ہیں جو ان سے اتر نہیں سکتا اور نہ وہ اس سرحد سے ایک بالشت ہٹنا چاہتے ہیں۔ پس عظیمین اور ہادیان اسلام کے عدد میں توفیر کیجائے اور جو انجن اس غرض کیلئے قائم ہوئی ہے اسکا فرض ہے کہ وہ اس قسم کی دوسری انجن کے ساتھ ملے کام کرے اپنا علو اور دوسرے کی پستی نہ تلاش کرے یہ وقت امداد کا ہے نہ جانچ کا ورنہ مسلمانوں میں سے ہزاروں افراد آریوینین شامل ہو کر انکی قوت کو ہزاروں گنا بڑھا دیں گے۔

الندوہ (لکھنؤ نومبر ۱۹۰۹ء) شمس العلماء علامہ شبلی نے شعر العرب کی تیاری کی تحریک کی ہے اور شعر العجم کو شعر العرب پر مقدم کرینکی وجہ رجحان طبیعت ظاہر کی ہے لیکن بڑی وجہ یہ ہے کہ شعر العرب کے سمجھنے والے کہاں سے آتے؟ مدرسوں میں فن ادب کا مذاق نہیں اور کالج والے عربی خود نہیں پڑھتے بلکہ یہ لقمہ زبردستی انکے منہ میں ڈالا جاتا ہے جس کو امتحان کے بعد وہ اگل دیتے ہیں۔ مولانا اس مقصد کیلئے ابن رشیق قیروانی کی کتاب البحرہ کے ترجمے باہتذیب کو کافی سمجھتے ہیں کیونکہ قدیم تصنیفوں میں یہ سب سے بہتر اور سب سے جامع کتاب ہے۔ اس سلسلہ میں مولانا نے اس کتاب پر ریویو کیا ہے اور عرب کی شاعری کی کچھ خصوصیات دکھائی ہیں۔

ذیل حالت قانون قدرت کے مطابق ہے اور اسکی اصلاح کرنیوالے گویا بدعتی ہیں۔
گویا باوجود انسان ہونیکے وہ ان ذمہ داریوں سے بے تعلق ہیں جو خدائے پاک نے
انسان کو انسان ہونیکی حیثیت سے ودیعت کی ہیں اور جن کے متعلق اخلاقی طور پر
باز پرس ہونا ضروری ہے۔ عورتیں تو اپنی جہالت کا عذر پیش کر کے علیحدہ ہو جائیگی
لیکن فرقہ ذکر کو خفت و ندامت کے سوا اور کیا ملے گا؟

زمانہ (اگست و ستمبر ۱۹۰۹ء) ہمارا طرز عمل ”کچھ عرصہ سے ہمارے ملک
میں بعض اصحاب نے یہ وطیرہ اختیار کر لیا ہے کہ تقریر اور تحریر کے ذریعہ سلف کو بالخصوص
اور ہماری موجودہ رفتار کردار اور گفتار کو بالعموم ایسے پیرایہ میں ظاہر کرتے ہیں جس سے
یہ پایا جاتا ہے کہ ہم ہمیشہ سے بد کردار، بداطوار، ذلیل و خوار رہے ہیں اور اب بھی یہی
کیفیت ہے“ اور یہ وطیرہ زیادہ تر اینگلو انڈین اصحاب کی خوشامد کی غرض سے اختیار
کیا جاتا ہے اور رفتہ رفتہ عادت میں داخل ہو جاتا ہے۔ اور اینگلو انڈین اصحاب کی
ہر ایک حرکت مدوح ٹھہرائی جاتی ہے، اسکے بدولت ملک میں ایک ایسا فرقہ پیدا
ہو گیا کہ انکے سراسر متضاد حرکات یا عت فر سمجھنے لگا۔ تمام اینگلو انڈین اصحاب
اسکی نظروں میں کیسان ہو گئے۔ ”ایک دانا کا قول ہے کہ جو لوگ ہر وقت یہی کہتے رہتے
ہیں کہ نہ ہم کچھ تھے اور نہ کچھ ہیں وہ ایک دن کچھ نہیں کے درجے کو ضرور پہنچ
جاتے ہیں۔“

حیات و ممات منشی صابر علی صاحب نے اس مسئلہ کے مختلف پہلوؤں پر نظر ڈالی ہے

اور اس معمہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے اور آخرین لکھا ہے کہ فی الحقیقت زندگی کوئی چیز نہیں اور موت قدرت کا احسان ہے جو ہمیں ہمارے بوجھوں کے بارے سے ہلکا کرتا ہے۔
 ”جُدائی“ (مرزا سلطان احمد صاحب) کوئی بھی ایسی قوم اور کوئی بھی ایسا ملک یا زبان ہوگی جس میں ”جُدائی“ کا دھڑانہ رویا گیا ہو۔ شاعرون موسیقی دانوں کے بیانات کا تو حصہ ہی ”جُدائی“ ہے۔ ”علمی رنگ میں شاید بہت کم سوچتے ہو گئے کہ ”جُدائی“ کیا ہے؟ تفرقہ اور ”جُدائی“ میں فرق ہو۔ تفرقہ سے اصلیت میں کبھی نقص بھی آجاتا ہے بہ خلوات اسکے ہر چیز جو رنگ ”جُدائی“ اپنے ماخذ سے ”جُدا“ ہوتی ہے وہ اور ہی رنگ پیدا کرتی ہے۔ ”جُدائی“ سے ایک انوکھا پن اور ایک موثر کیفیت پیدا ہوتی ہے۔“

کشمیری میگزین (لاہور۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء) دنیا کیا کر رہی ہے اور ہم کیا کر رہے ہیں؟
 اس میں دکھایا ہوا کہ آزادی کی لہر بحر عالم میں چل رہی ہو۔ اور مختلف ممالک اسکے اثر سے متاثر ہوئے ہیں ”ہندوستان میں نئی تعلیم اور نئی روشنی حد کمال پر پہنچ رہی ہے، ہندوستانی ہرفن اور ہر علم میں باشندگان غیر ممالک کا مقابلہ کر رہے ہیں“ ”ریاستیں بھی اپنے انتظام میں ترقی کر رہی ہیں بلکہ بعض اصحاب کی رائے میں تو ریاست بڑودہ کا ایسا انتظام ہے کہ انگریزی علاقہ میں بھی اسکی نظیر شکل سے ملتی ہے۔“

”قانون انتقال اراضی“ اور ”کشمیر یو کے فوج میں نہ لیے جانے پر اظہارِ ناراضی اور اعتراض کیے ہیں۔“

الحجاب (بھوپال۔ اکتوبر ۱۹۷۹ء) عورت ذات۔ ”راجمہ سنگم تحریر فرماتی ہیں کہ

مجھ کو سخت افسوس یا تعجب ہوتا ہے جبکہ مین مستورات کی نسبت سُنتی یا کتا بونین دیکھتی ہوں کہ وہ ناقصِ عقل کم فہم کوتاہ اندیش زود رنج جاہل بے وفا ہوتی ہیں شاید مرد و کواں بات کا گھنٹہ ہوگا کہ وہ اعلیٰ اعلیٰ احمدون پر ممتاز اور بڑے بڑے خطابات سے سرفراز ہیں اور آئے دن انکی وقعت و عزت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے اور مستورات اس سو محروم ہیں لیکن مردوں کا یہ خیال بہت کمزور اور انکے ناقصِ عقل ہونیکا بھی ثبوت ہے۔ اسکے بعد مستورات کی حالت کھائی ہو کہ وہ پرنے کے سبب اپنی چار دیواری کے باہر جا کر کوئی چیز دیکھ نہیں سکتیں کہ عقل تیز ہو اور سمجھ بڑھے۔ وہ دنیا میں کچھ نہیں جانتیں۔ انھیں خبر نہیں ہوتی کہ علم کس چڑیا کا نام ہے عقل و ترقی کسکو کہتے ہیں غرض کہ مستورات کیلئے بغیر علم حاصل کر نیکے سب دروازے بند ہیں اس حالت میں اگر مستورات جاہل و ناقصِ عقل ہوں تو کیا اس حالت و طرز زندگی کا نتیجہ ہوگا کہ وہ عالمِ عاقل فلاسفہ و دانشمند کہلائیں۔

”انگلستان میں تحریکِ مستورات کیسی انگریزی مضمون کا ترجمہ ہے اور تفصیل کے ساتھ ان تمام تدریجی ترقیوں کا بیان ہے جو اس تحریک نے حاصل کیں انگلستان میں مستورات کے لئے دینے کا حق حاصل کر لیا تحریک نئی نہیں ہو۔ ان مقاصد اور مدعا کی انجمنیں گزشتہ چالیس سال سے اس سوال کی طرف نہایت زور سے توجہ دلا رہی ہیں اور اس تحریک کو ترقی دے رہی ہیں اس تحریک کو چلانے کے لئے عورتوں کی ایک انجمن قائم ہوئی اور اسکی بہت سی شاخیں ہیں ۲۵۶۰۰ پونڈ جمع کیا گیا ہے۔

تحریک مستورات کے خلاف ہر ایک دلیل رو کی گئی ہے۔

زمیندار و کاشتکار (بجنور۔ اکتوبر ۱۹۰۹ء) سینگیں کی کاشت۔

گائے بیل کی نگہداشت بمویشی اور چراگا ہین۔ خوردنی مینڈکوں کا پالنا۔ کارآمد مضامین ہین انگریزی صحائف

ہندوستان ریویو (الہ آباد۔ دسمبر ۱۹۰۹ء) مسٹر امش چند دوت نے بڑودہ کے دیہاتوں کی سیلف گورنمنٹ کا خاکہ کھینچا جو یہ پودہ مشرق کی قدیمی پیداوار ہے۔ البتہ ابتدا ہی زمانے سے یہاں جو صورت اسنے اختیار کی وہ مغرب سے مختلف تھی ہندوستان میں بڑے تجارتی شہر ہمیشہ سے کم ہین برخلاف اسکے زراعت کا ہمیشہ اس قدر وسیع ہو پس ضروری ہے کہ سیلف گورنمنٹ کی ترقی دیہاتوں میں ہو۔ رعایا نے بادشاہ کو حکومت میں مطلق العنان کر دیا اور بادشاہ نے رعایا کو انکے دیہاتوں میں آزادی دیدی۔ یورپا میں تجارت اور صنعت کے مرکز ہمیشہ سے زیادہ ہے ہین اسیلے وہاں کی رعایا نے فطرتاً بادشاہوں اور اُمراء کے اختیارات گھٹانے کی فکرین کین اور کامیاب ہوئے۔

”ہندوستان کی بیداری“ فرانس کی ایک علمی مجلس نے ہمالیہ کے غیر کے معاملات پر چار لکچر کا انتظام کیا تھا۔ انہیں پہلا لکچر مسٹر ادنٹ پیر نے ہندوستان کی قومی تحریک پر دیا۔ لکچر ۲۔ مئی ۱۹۰۹ء کو دیا گیا اور فرانسیسی سے ترجمہ ہو کر چھپا ہے۔ لکچر ۳ نے میان کی بیچینی اور طرز حکومت بیان کر نیے بعد کہا کہ ”برٹش گورنمنٹ نے اسکا جواب دیا۔ اسنے قانونی کارروائیوں کو مختصر آمل میں لائیکے نئے قانون نافذ کیے۔ عام رے کے قائم مقام کو

ایسے مضامین کیلئے جو یورپ میں بالکل بے ضرر سمجھے جاتے قید اور جلاوطن کر دیا۔ ان مقدمات اور سختیوں سے عام رے اس حد تک تیز ہو گئی جس کا خیال بھی نہیں ہو سکتا تھا۔ ابن رشد۔ اس نمبر میں ابن رشد کے تصنیفات اور فلسفہ پر فصل بحث کی گئی ہے۔ یہ مضمون ڈاکٹر نشی کانت کا لکھا ہوا ہے۔ آخرین ڈاکٹر نے ایک عبارت نقل کی ہے اور خود بھی اس سے اتفاق ظاہر کیا ہے۔ ”خدا ہی جانتا ہے کہ حقیقت میں وہ کیا ہے۔ یہ صرف حاسد و نکی سازش ہے جنہوں نے اسے بدنام کیا ہے۔ اس کا خیال سوائے اسکے کچھ نہیں تھا کہ فلسفہ ارسطو کی شرح لکھے اور مذہب و فلسفہ میں اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کرے۔“

قومی تحریک اور ہندوستانی عیسائی (آر۔ بی۔ قلی) ہر ایک قومی تحریک سے عیسائیوں کی علیحدگی پر افسوس ظاہر کیا گیا ہے اور انہیں توجہ دلائی گئی ہے کہ ہندوستان کے قومی مسائل میں شرکت اختیار کریں۔ عیسائیوں میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ لیکن وہ اپنا اثر دوسروں پر کیونکر ڈال سکیں گے اگر وہ سطح علیحدہ رہے علیحدہ گی سے ملکی اور قومی ترقیوں کو کبھی فائدہ نہیں پہنچتا ہے۔ اور ہندوستانی عیسائی اس کلیہ سے مستثنیٰ نہیں کیے جاسکتے۔“

اسلام و محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) صاحب اسلام اور رسول خدا کے حالات پر انگریزی طرز سے بحث کی گئی ہے۔ اور یہ نتیجہ نکالا ہے کہ رسول خدا کی سیرت اور آپ کی تعلیم پر جو شخص بے تعصبی سے غور کرے گا ممکن نہیں کہ آنحضرت کی ذات اور آپ کے مقصد زندگی کا اگر جو ش مدح نہ ہو جائے۔ مسلمانوں کی ترقی اسلامی تمدن اسلامی عقائد کا نتیجہ تھی اور صرف اسلام ہی کے ذریعے سے مسلمان اپنی گم گشتہ تہذیب تعلیم اور سلطنت کو حاصل کر سکتے ہیں۔“

”نئے ہند کا حل طلب مسئلہ“ (ج۔ ۱۔ اس۔ روم) ”کچھ تعجب نہیں کہ ہندوستان کے سوا اس وقت جو روشن اُمیدین نمایاں ہوئی ہیں اسے وہ چکا چوندہ مین آگیا ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب پُرانے دستور متروک اور نئے طریق قائم ہوتے جاتے ہیں ہندوستان کے پر جوش نوجوان ترقی کی دُھن میں بعض وقت انتہائی حد کو پہنچ جائیں مگر جو غلطیاں وہ کرتے ہیں ترقی کے مخلصانہ شوق میں ان سے سرزد ہو جاتی ہیں۔ مصلحان قوم کا یہ فرض ہے کہ وہ انہیں اس حد تک پہنچنے سے روکے رہیں۔ ہندوستان میں بہت سی قومیں ہیں لیکن یہ ممکن نہیں کہ یہ سب بلا خیال فرقہ اور ذات کے ایک ہو جائیں مگر جو لوگ اس مقصد کیلئے کام کر رہے ہیں ان کے توقعات اس قدر بعید از امکان نہیں ہیں۔ جیسا بعض وقت خیال ہوتا ہے۔ اختلافات کے مٹانے کے لیے کوئی عمدہ قائم مقام مذہب کا ہونا چاہیئے۔ اس مقصد کو تعلیم ہی پورا کر سکتی ہے مگر وہ تعلیم نہیں جو صرف امتحان پاس کرنے کے لیے ہو۔“

ایسٹ اینڈ ویسٹ (مئی دسمبر ۱۹۰۹ء) مسلمان بادشاہوں کا حکم خیر ساری (مستطیر الدین) ”نہیں کہا جاسکتا کہ مغربی کا حکم مسلمانوں کے عہد میں کس وقت سے قائم ہو اگر یقینی ہے کہ جس وقت نخل ہندوستان میں مستحکم ہوئے اس وقت اس طریق پر عمل درآمد ہو رہا تھا تعلق شاہ کے عہد میں اخبار نویس ہر گجہ متعین تھے۔ بعد ازاں اکبر شاہ کے عہد تک بہت ہی اتاری رہی اور اس حکم کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ اکبر کے عہد سے قانع نویسی کا باقاعدہ دفتر قائم ہو گیا جس میں علاوہ میر عرض و داروغہ کے چودہ اشخاص کام کرتے تھے۔ ہر امیر کے

وہاں ایک نہ ایک جاسوس شاہی رہتا تھا۔ سر اس میں مسافروں کے حالات دریافت کیے جاتے تھے۔ اس حکم کے علاوہ کو تو ال شہر بطور خود اسی قسم کی کارروائی کرتا تھا روزانہ واقعات بادشاہ کو سنائے جاتے تھے۔ دارو نہ مہر کرتا اور پروانچی اور میر عرض کی بھی مہرین ہوتیں۔ پھر مختصر نوٹس لکھتا اور مہر کرتا اور یہ یادداشت کھلتی تھی۔

”زبان اور قوم“ (او۔ اس) ہلوگ اس امر سے آگاہ ہیں کہ مختلف قومیں جو زبان بولتی ہیں انکی خصوصیات بھی ویسی ہی ہیں جیسی خود ان قوموں کی۔ اسلئے ہمیں یہ یقین کرنا چاہیے کہ قومی اخلاق اور قومی زبان میں کچھ تعلق ہو۔ پس ہم یہ خیال کرتے ہیں کہ جس قوم یا جس شخص کا ذخیرہ الفاظ کم ہے ویسے ہی اُس کے خیالات بھی کم ہیں۔

”ہندوستانی زبانوں کا مطالعہ شاید ہمیں شک کرے کہ وسیع قومی خیالات کیلئے ویسی ہی وسیع زبان کی بھی ضرورت ہو کہ نہ بیان الفاظ کی ویسی کثرت نہیں جیسی تخیل کی ہے۔“

انڈین ورلڈ (کلکتہ ستمبر ۱۹۰۹ء) ”نیٹال میں ہندوستانی“ ہندوستانیوں کی جو حالت اس وقت جنوبی افریقہ میں ہو رہی ہو وہ اظہر من الشمس ہے نقشہ ذیل سے ظاہر ہوگا کہ نیٹال میں ہندوستانی قلیو نہیں تعداد خود کشتی کس درجہ بڑھی ہوئی ہے۔ مالکوں کے تشدد سے جب وہ عاجز آتے ہیں تو عدالت میں جاتے ہیں اور جب وہاں سے عاجز آتے ہیں تو اکثر اپنے مالکوں کے پاس واپس جانے کے بجائے خود کشتی کی کوشش کرتے ہیں۔

اتر زندگی کی اس سے زیادہ تکلیف دہ مثال کا ملنا مشکل ہو مگر پھر بھی اہل جنوبی

افریقہ انکو اور تباہ کرنے ہی کے درپے رہتے ہیں۔

۳۶	تمام ہندوستان میں	۳۶	فی دس لاکھ	جو ہانسرگ (پوربھن آبادی)	۳۶۰
۴۵	دراس	۴۵	"	پیرس	۴۴۰
۵۸	ینگل	۵۸	"	نیٹال کے ہندوستانی مزدور	۵۵۱
۱۰۴	انگلستان	۱۰۴	"		

”اگر ہندوستان اُس ملک کو مزدور جہاں کرنا رہیگا جو مزدور و نگو غلام بننے اور آزادوں کے تباہ کرنے کے لیے رہتا ہو تو یہ امر ہمیشہ ہندوستان کی ذلت کا باعث رہیگا۔ لارڈ کرزن نے جو پالیسی اس بارے میں اختیار کی تھی اس کے منسوخ کرنے کے لیے نیٹال گورنمنٹ کی جانب سے بہت جلد کچھ لوگ ہندوستان آنے والے ہیں مگر ہمیں قوی امید ہے کہ گورنمنٹ ہند کی زمانہ ساز باتو نہیں نہ پھنسے گی اور ان کے تعلق و خوشامد پر مطلق لحاظ نہ کریگی اور آئندہ نیٹال کو باشندگان ہند کی ذلت اور برہمن جھنڈے کی بے حرمتی کرنیکا موقع دینے سے قطعاً انکار کر دے گی۔“

ماڈرن ریویو (کلکتہ۔ ستمبر ۱۹۰۹ء) دُنیا کی عام برادری میں ہندوستان کی جگہ ”مضمون مشر جے۔ ٹی۔ سنڈر لینڈ ایم۔ اے کا ہے“ آزاد مذہب کے بیا لیسویں سالانہ جلسہ میں امریکہ میں اُنھوں نے یہ مضمون پڑھا تھا۔ وہ لکھتے ہیں کہ کوئی مقصد اس سے اُٹلی نہیں ہو سکتا کہ تمام بنی نوع انسان ایک برادری میں داخل ہو جائیں اور اس مقصد کے حاصل کرنے میں جو کوشش کی جائے اس سے زیادہ شریفانہ کوئی کوشش نہیں ہو سکتی۔ لیکن جہاں ایک قوم دوسری قوم کو ذلیل سمجھے ایک گروہ دوسرے گروہ کو بُرا جانے اس کا سبب

جاہلانہ تعصب و غریبا نفرت کچھ ہی کیوں نہ ہو) ایسے موقع پر یہ برادری نہیں چل سکتی " اس مضمون میں یہ دکھایا گیا ہے کہ مغربی لوگ جو بالعموم مشرقی اقوام کو ذلت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں وہ کتنا تنگ اس مقصد میں ہالچ ہو " دوسری مشکل یہ ہے کہ ہندوستان محکوم ملک ہے۔ جو حقوق آزاد قوموں کے ہونا چاہئیں ہندوستان ان میں سے اکثر سے محروم ہے۔ دنیا کی سیاسی زندگی اور خدمات میں ہندوستان کا کوئی حصہ نہیں ہو اس کی تعلیم اس کے اختیار کی نہیں چین و جاپان کے طلباء اکثر دوسرے ممالک کو ملتے ہیں۔ ان سے صحیح حالات ان ملکوں کے معلوم ہوتے ہیں مگر ہندوستان کے حالات صرف مشنریوں کے ذریعے سے معلوم ہوتے ہیں۔ پس جب تک ہندوستان کو رعایاے برطانیہ ہونیکے پورے حقوق نہ حاصل ہوں مشکل ہے کہ دنیا کی عام برادری میں ہندوستان کا شمار ہو سکے "۔

واقعات اور رنگ زیب۔ فارسی کی کسی قلمی کتاب سے مسلسل ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔ کتاب کا نام نہیں دیا ہے۔ اس نمبر میں فضل چارم کا ترجمہ ہے اسمین (۱) شیون کے ساتھ اور رنگ زیب تراؤ۔ (۲) روح اللہ خان کا قتل (۳) ہندو قیدیوں کا قتل (۴) جزیرہ کا عاید کرنا مختلف عنوان قائم کیے گئے ہیں۔

رسائل یورپ امریکہ کے خاص مضامین متعلق ہندوستان

(۱) لبرل مدیرین کی ہندوستانی ذمہ داریاں۔ از سر بمقابہ فلر (ناپینٹنٹھ سپیری جنوری سنہ ۱۹۱۰ء)

(۲) پُرش حکومت ہند اور امریکہ کی رائے۔ از سڈنی بروک (نارتھ امریکہ ریویو، دسمبر سنہ ۱۹۰۹ء)

(۳) ہندوستان میں محاصل اراضی۔ از سر راپر لٹیرج (ایشیاٹک کوآرڈینی ریویو جنوری سنہ ۱۹۱۰ء)

(۴) لشکرا شایر اور ہندوستانی روٹی کی تجارت از " " " "

(۵) انگلستان اور یوریشین۔ از سکپٹن (امپائر ریویو، جنوری سنہ ۱۹۱۰ء)

تقریظ و تنقاد

شعر العجم حصہ اول علامہ شبلی کی وہ تصنیف جس کا حسب عادت عرصے سے ملک میں غلغلہ تھا اور شخص جس کے لیے چشم براه تھا آخر چھپرے نالغ ہو گئی۔ گر سپاہوں کی پیاس بجھانیکے لیے نہیں بلکہ اور تیز کر نیکے لیے شعر العجم کے چار حصوں میں سے صرف پہلا حصہ اس وقت شائقین کو مل سکتا ہے۔ مولانا کی تصنیف کے لیے معرفی کی ضرورت نہیں۔ ہر اہل علم اس کا پایہ شناس ہے۔

کتاب کی اجمالی ترتیب یہ ہے کہ اول تین حصوں میں 'متوسطین' اور متاخرین شعراء کا ترتیب وار تذکرہ ہے اور چوتھے حصے میں 'شاعری پر عام لیو لوہی' اور یہی حصہ گویا کتاب کی جان اور اس کی روح روان ہے۔

در اصل اول تین حصوں میں اگر پہلے حصہ سے قیاس کیا جائے (کوئی خاص بات ایسی نہیں ہے جو چوتھا حصہ موخر کرنے پر مجبور کرے اور وہ حصہ بجائے خود ایک مستقل تصنیف ہو۔ شعراء کے تذکرے کے لیے کچھ بہت زیادہ کم و کماوش کی ضرورت نہیں کسی قدیم تصنیف کو سامنے رکھ لیا جائے اور انھیں عنوانوں پر کچھ پھیلا کر کچھ

نئے مذاق کا رنگ چڑھا کر لکھ دیا جائے تو ابھی خاصی تالیف ہو جائے گی۔ (زالندوہ بابت نومبر صفحہ ۱) اگر علامہ موصوف اس میں فلسفہ تاریخ کا جو رنگ دیتے وہ ہر ایک سے نہیں بچ سکتا۔

اُردو کی تصانیف میں ایک بڑی دقت آپڑی ہے جس پر مولانا بھی غالب نہ آ سکے۔ وہ یہ کہ جو لوگ اُردو کتابیں پڑھتے ہیں ان کا کثیر حصہ ایسا جو مادی علوم سے بھی واقف نہیں جو لوگ قدیم یا جدید علوم میں دستگاہ رکھتے ہیں وہ ہماری بد قسمتی سے اپنی مادری زبان اُردو کی طرف توجہ کرنا اپنے لیے عار سمجھتے ہیں۔ مثلاً یہی شعر الہم کہتے ہی صفات کا جامع ہو عموماً پُرانی تعلیم والے فارسی نذر کردن کو اس پر ترجیح دینگے اور انگریزی خوان پروفیسر بروں کی تاریخ فارسی کو ہاتھ سے نہ چھوڑینگے۔ ایسی صورت میں کتابوں کا درجہ قائم کرنا سخت مشکل ہو گیا ہے جن باتوں کے لیے صرف اشارہ کافی تھا ان کے لیے صفحے کے صفحے وقف کرنا پڑتے ہیں۔ مثلاً اسی کتاب میں جہاں فلسفہ خیاں کا ذکر ہر دو صفحہ (۲۴۹-۲۵۰) ماہیت اجسام اور تجاذب پر مولانا نے اس طرح بحث کی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کتاب اسکول کے طالب علموں کے لیے لکھی گئی ہے۔ اور جس جگہ حقیقت شعر بیان کی ہے اور مل پر اعتراض کیا ہے (صفحہ ۱۱-۱۲) وہاں یہ معلوم ہوتا ہے گویا ایک محقق پروفیسر منتہی طلباء سے مخاطب ہے۔ پس اس تضاد سے اُردو میں کسی کتاب کا درجہ قائم کرنا دشوار ہو گیا ہے۔

اگر کتاب منتہیٰ طور پر لکھی جاتی ہو تو اُردو خوان بیکار سے ناقابل فہم سمجھتی ہو اور دیگر آسان کیجاتی ہو تو خاص خاص پڑھنے والے اپنی کسر نشان سمجھتے ہیں جو اُردو نو نویس کی تکبر پر مبنی ہے۔

بہر حال اردو میں مولانا کی یہ تصنیف مثل انکی دوسری تالیفات کے ایہ ناز ہے۔ ہم پہلے حصہ کا خیر مقدم کرتے اور باقی حصص خاصہ جو تھے حصے کے منتظر ہیں۔ اس حصہ میں علاوہ دیباچہ اور شعر کی حقیقت کے۔ ودکی۔ دقتی عنصری۔ فرخی۔ فردوسی۔ اسدی۔ منوچھری۔ سنائی۔ عمر خیام۔ انوری۔ نظامی گنجوی کے تفصیلی حالات درج ہیں۔ اور اس ضمن میں جو واقعات اور نکات آگئے ہیں وہ مزید برآں۔ اس کتاب میں صرف اشعار ہی ایسے دلچسپ اور اتنے کثرت سے ہیں کہ اگر کل مضامین کو خارج کر کے صرف انھیں اشعار کی ایک بیاض بنا دی جائے تو وہ بھی ہمارے لیے مایہ ناز مش ہے نہ کہ ان اشعار پر مولانا کی رائیں اور ان کا موقع موقع سے چسپان کرنا۔ کتاب کی قیمت صرف عام ہے۔ دفتر اندوہ لکھنؤ سے دستیاب ہوگی عجلت کیجیے ورنہ طبع ثانی کا انتظار کرنا پڑے گا۔

بڑی جہتری **علامہ ابنی محمد رحمت اللہ صاحب رحمہ کی یہ نامی جہتری مثل**
سابق کے غیر معمولی آب و تاب سے شائع ہو گئی ہے۔ لیتھو کی چھپائی کو منشی صاحب نے جس کمال پر پہنچایا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اس جہتری میں سلطان روم شاہ ایران اور سلطان محمود غزنوی کی رنگین تصویریں اور افغانستان کا رنگین نقشہ قابل دید و داد ہو۔ سرورق کی خوبی کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو فن طبع سے واقف ہوں۔ ہمیں تعجب ہے کہ باوجود دستی پریس پر چھاپنے کے مختلف رنگ کیونکر اپنے اپنے مناسب موقع پر اس خوبی سے قائم ہو جاتے ہیں جہتری کی ظاہری خوبیوں کے علاوہ اسکی باطنی خوبیاں بھی

آپ اپنی نظر ہیں۔ ایک خبری میں جس قدر معلومات اور جو خوبیاں ہونا چاہئے وہ سب اس میں بدرجہ اتم موجود ہیں اس سے بڑھ کر یہ کہ خبری میں سال بسال ہم واقعات کا خلاصہ سطح درج کیا جاتا ہے کہ خبری گو یا خلاصہ تاریخ کا کام دیتی ہے۔

چنانچہ انقلابات روم و ایران اور مرکب ہوائی پر اس خبری میں عمدہ بحث ہے تاریخ افغانستان کا ایک حصہ اور واقعات متعلق بہ تاریخ اسلام ایسی چیزیں ہیں جن کو ہمیشہ محفوظ رکھنا چاہئے۔ میں اس خصوص میں منشی صاحب سے شکایت ہے کہ وہ اس قسم کی چیز کو خبری سے علیحدہ طبع نہیں کرتے۔

بہر حال اُردو زبان میں فن طبع اور ترتیب خبری کی جو انتہائی حد اس وقت ہو سکتی ہے اس خبری میں حج ہیں۔ ہمارے خیال میں نہیں آتا کہ اس میں کیا ترقی ہو سکتی ہے جب تک خود منشی صاحب کوئی جدید ترقی نہ دکھا دیں اگر آپ اس کا لطف اٹھانا اور مولف کی جانکا ہی کی داد دینا چاہتے ہیں تو درجہ اول کی خبری عمر پر نامی پریس کانپور سے طلب فرمائیے ورنہ دوسرے تیسرے درجہ کی بازار سے خریدیے مگر بڑی خبری خریدیے دھوکا نہ کھائیے۔

مشرق (گورکھپو) یہ ہفتہ دار اخبار فی الحال اخبار نویسی کو زائد از دو سال سے نہایت خوبی کے ساتھ انجام دے رہا ہے چونکہ تاریخ اجرا سے ہم اسے مسلسل دیکھتے رہے ہیں ہم پر تا مل یہ کہتے ہیں کہ اول درجہ کے اخبارات میں اس کا شمار ہونا چاہئے۔ وقت پر شائع ہونا سلامت ردی سے ہر مسئلہ پر بحث کرنا حالات ملکی سے ناظرین کو باخبر رکھنا اور خصوصیات میں ہونے

تاریخ دنیا میں یہ سال بھی اپنی خصوصیات اور اہم واقعات کو سب سے یادگار رہے گا۔ مشکل سے کوئی ملک ہوگا جس میں اس نے اپنا ایک نیا ایک نشان ایسا نہ چھوڑا ہو جو مدتوں یاد رہے اور جس کی علمی سیاسی یا تجارتی معاملات میں اس نے کوئی نہ کوئی ایسا تغیر نہ کیا ہو جو معتد بہ اثر رکھتا ہو۔ ایشیا، یورپ، افریقہ، امریکہ، ہر جگہ ایک نیا ایک نیا شگوفہ اس نے کھلایا۔ کسی کو نقصان پہنچایا اور کسی کو فائدہ۔ لیکن یہ نقصانات فوائد ایسے نہیں تھے جو روز واقع ہوتے رہتے ہیں نقصان ہوا تو ویسا ہی اہم اور فائدہ ہوا تو ویسا ہی عظیم الشان !!

اقوام میں تحریک

قوموں میں اس نے نئی نئی تحریکیں پیدا کیں پرانی قوموں نے نئے نئے جنم لیے اور نئی قوموں نے میدان ترقی میں اور آگے قدم بڑھائے۔

ہندوستان میں ابتدا ہی سال سے رفارم اسکیم کا انتظار رہا اور پذیر ہو گیا۔ نومبر تاریخ ہند میں ہمیشہ یادگار رہی جس روز وہ اسکیم اپنی منظور شدہ حالت میں ہندوستان میں شائع ہوئی۔ (اسکی تفصیلی کیفیت ”اصلاح کوئٹہ“ میں دی جا چکی ہے) بعض نا عاقبت اندیشوں سے اس سال بھی ایسے حرکات سرزد ہوئے جو ہرگز اس مقصد کے حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہو سکتے جس کے لیے وہ خود کو اور اپنے

ملک کو خطرہ میں ڈال رہے ہیں۔ چنانچہ (۱) افوری کو ایک بنگالی طالب علم نو سپاک پر ایسکوٹر مقدمہ علیپور کو کلکتہ میں قتل کر دیا (کیم جولا ئی کو) دن لال دھنگڑا نے سرولیم کرزن والکی اور ڈاکٹر لال کا کولندن میں پستول سے ہلاک کیا۔ (۲) گسٹ کو اسے پھانسی دی گئی۔ (۳) نومبر کو احمد آباد میں حضور وائس رے کی گاڑی پر بم پھینکا گیا مگر ناکام رہا۔ (۴) دسمبر کو مسٹر جکین کلکٹر ناسک گولی سے مقتول ہوئے۔ باوجود اسکے گورنمنٹ نے ان لوگوں کے ساتھ صرف قانونی حدود کے اندر ہی سلوک کئے کوئی سختی غیر قانونی طور پر نہیں کی۔

(۶) مئی کو علی پور کے مقدمہ سازش میں منجملہ ۳۶ کے صرف دو کو پھانسی کا حکم ہوا اور ۹۔ جون کو گنیش مودر کو باغیا تحریک کے سبب قید مادام الحیات اور ضبطی جائداد کا حکم ہوا۔ اخبار کل (پونام) اور سواراج (الہ آباد) وغیرہ پر مقدمات قائم ہوئے اور سزائیں بھی ہوئیں۔ گرم اخبارات نے صرف گورنمنٹ کے خلاف ہی مضامین نہیں لکھے بلکہ اپنے مخالفین کے خلاف بھی ایسے سخت مضامین لکھے کہ مسٹر گوکھلے جیسے شخص کو مجبور ہونا پڑا کہ ہندی منچ (ممبئی) پر نالاش کریں۔ (۷) دسمبر کو ممبئی ہائیکورٹ نے اس مقدمہ میں انھیں پانچ ہزار کی ڈگری دی۔ انگلٹ میں نے دوسری جانب غلطی کی اور (۶) جولائی کو لالہ لالنجیت رائے کو کلکتہ ہائیکورٹ نے

۱۔ یہ عجیب اتفاق ہے کہ اسی تاریخ کو روسی خفیہ پولیس کا ذکر کر کے کاریات میٹ پیرس برگ میں بم سے ہلاک ہوا اور اسیر وڈی۔ وان یان (وزیر اعظم کو ریا) کو خنجر سے ہلاک و خم پہنچایا گیا۔

اس اجبار کے خلاف پندرہ ہزار کی ڈگری دی۔

سکرٹری آف اسٹیٹ کی کونسل میں دو ہندوستانیوں کے شمول کے بعد جو اسے
تربین عزت گورنمنٹ نے ہندوستانیوں کو دی وہ (۱۴- مارچ) کو مسٹر سہنا کا اکثریتی کو کونسل
والس رائے میں مقرر ہونا تھا۔ مسلمانوں کو اس وقت قدرے مخصوصہ شکایت کا موقع ملا
مگر جب (۲۲- نومبر) کو مسٹر امیر علی سے برہمنی کونسل کا حلف لیا گیا تو مسلمانوں کی
تمام شکایتیں مٹ گئیں اور انھوں نے احسانمندی کا اظہار کیا۔

لارڈ کچنر جنھوں نے فوج کی نئی ترتیب میں لاثانی کوشش کی تھی اور تمام فوج
کو نو مکمل ڈویژن میں تقسیم کر کے اسکی قوت جنگ بہت بڑی ہوئی اور جنگی نفاذ میں
لارڈ کرزن کو استفادہ دینا پڑا وہ بھی اس سال ہندوستان سے رخصت ہو گئے۔ انجی
جنگ جنرل سرو مور کیگ کا تقرر ہوا اور لارڈ کچنر کو فیلڈ مارشل کے درجہ پر ترقی دی گئی
اور وہ بحرہند میں کمانڈر مقرر ہوئے۔

اس سال ہندوستان میں (۲۴- مارچ) جنرل سرو امر سنگھ (۹- اکتوبر) لال موہن گھوش
اور اردو شعراء میں (۲۰- اکتوبر) کو حضرت جلال کے انتقال سے ملک کو بہت نقصان
پہنچا۔ لارڈ رین کا انتقال بھی مفاد ہند کیلئے مضر ہوا۔

۲۶- سیمبر کو اجلاس انڈین نیشنل کانگریس کا افتتاح لاہور میں ہوا۔ فریق گرم شرکت کانگریس
علی رہا اور آخر وقت میں سرفروز شاہ متا کا بریسندٹی سے استفادہ دیدیا فریق
نرم کے اور بھی دقت کا باعث ہوا۔ آنر بل پٹریٹ مدن موہن مالویہ نے بروقت

صدارت قبول کر کے حامیان کانگریس کو مشکور کیا مگر اپنے ایڈریس کے بعض فقرات سے مسلمانوں کو شکایت کا نیا موقع دیا۔ انھیں دنوں رنگون مین آل انڈیا محمدن ایجوکیشنل کانفرنس کا جلسہ زیر صدارت آنریبل سر راجہ علی محمد خان منعقد ہوا ایسے دور دراز مقام پر ایجوکیشنل کانفرنس کا منعقد ہونا بہت بڑی کامیابی ہے۔

انگلستان کے نظام حکومت میں بھی اس سال نے آئندہ وسیع انقلاب کی بنیاد ڈال دی ہے۔ لبرل گروہ کو ہاؤس آف لارڈس سے ہمیشہ زک پہنچا کرتی تھی اکثر ممبرین کی یہ رائے ہو کہ لبرل فریقی کسی وقت بھی حکومت نہیں کرنا کیونکہ جب کنسرویٹو برسر حکومت ہوتے ہیں تو ہاؤس آف لارڈس سوتا رہتا ہے اور انکے بند کر کے انکے تمام پیش کردہ قوانین پاس کرنا چلا جاتا ہے مگر جب لبرل حکومت حاصل کرتے ہیں تو کنسرویٹو انکی تجاویز کو ہاؤس آف لارڈس سے نامنظور کر دیتے ہیں۔

موجودہ وزارت کو پے در پے یہی تلخ تجربہ حاصل ہوا اور جب (۲۹- اپریل کو) مسٹر لارڈ جارج نے اپنا مشہور بجٹ پیش کیا اس وقت یہ خیال پھیل گیا کہ ہاؤس آف لارڈس سے نامنظور کر دیا گیا۔ (۴- نومبر کو) فائنس بل ہوس آف کانفس میں -

(۳۷ بمقابلہ ۱۴۹) پاس ہوا مگر (۳۰- نومبر کو) ہاؤس آف لارڈس میں (۵۷ بمقابلہ ۳۵) نامنظور ہو گیا۔ گورنمنٹ نے اس وقت طے کر لیا کہ پارلیمنٹ پر خاست ہونا یا انتخاب ہوا اور اب تمام لبرل یہ چاہتے ہیں کہ ہاؤس آف کانفس کی تجاویز کو نامنظور کرنے کا اختیار ہاؤس آف لارڈس سے سلب کر لیا جائے۔

امپریل پریس کانفرنس بھی اپنی اہمیت کی وجہ سے خاص طور پر ذکر کے قابل ہے۔ سلطنت کے ہر گوشہ سے اڈیٹر و نکالندگان میں جمع ہونا اور باہم دیگر تبادلہ خیال کرنا بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔ اس کانفرنس کی مختصر روئداد ہم درج ذیل کرتے ہیں:-

(۵-جون) ڈیلیگیٹوں کی دعوت ہوئی کانفرنس کا افتتاح ہوا اور لارڈ روزبری نے پرزور تقریر کی۔

(۷-جون) کانفرنس کا پہلا باضابطہ اجلاس فارن آفس میں ہوا اور شرح تار اور اخبارات میں باہم دیگر خبریں بھیجنے کے متعلق مباحثہ ہوا۔

(۸-جون) مسٹر میک کنا اور سر اڈورڈ گری نے فارن آفس میں ڈیلیگیٹوں کے روبرو تقریریں کیں۔

(۹-جون) مسٹر بالفور صدر نشین ہوئے اور جنگی صورت معاملات پر تقریر کی۔ ایسروزلارڈ میر نے ڈیلیگیٹوں کی دعوت کی۔

(۱۰-جون) اخبار نویسی اور ٹریڈ کے تعلق پر بحث ہوئی۔ لارڈ مارلی پرست تھے اور نہایت ہی فصیح تقریر کی۔ لارڈ موصوف کے علاوہ لارڈ ملنر اور مسٹر وینسٹن چرچل نے بھی تقریریں کیں۔

(۱۱-جون) الڈرشات میں ڈیلیگیٹوں نے فوج کا معائنہ کیا۔ ڈیلیگیٹوں کے اعزاز میں گورنمنٹ کی جانب سے دعوت ہوئی جس کے صدر لارڈ گرگرو تھے۔ وزیر اعظم نے

گورنمنٹ اور پریس کے بالائینک اتفاق کام کر نیکی نسبت ارشاد فرمایا۔
(۱۲-جون) ڈیلیگیٹوں نے قواعد بحری کا معائنہ کیا۔

(۱۳-جون) ڈیلیگیٹ مختلف اطراف ملک میں چلے گئے۔

ہندوستان اور انگلستان کو چھوڑ کر دوسرے ممالک کی جانب جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ شروع ہی سال میں بلغاریہ نے زور شور کے ساتھ خود مختاری کا اعلان کیا۔ معاملات نے طول کھینچا روس نے (۲-فروری) کو مداخلت کی ٹرکی مطالبات بلغاریہ کو اپنے مطالبات میں وضع کرنا چاہا۔ ٹرکی نے مزاحمت کی دول نے دونوں جانب اثر ڈالا (۱۵-مارچ) کو روس ٹرکی کے اختلافات طے ہو گئے ور (۱۸-اپریل) کو بلغاریہ کے معاہدہ پر دستخط ہو گیا اور بالآخر (۲۳-اپریل) کو انگریزی اور فرانسیسی سفراء نے صوفیا میں بلغاری وزیر اعظم کو بلغاریہ کی خود مختاری کی باضابطہ اطلاع دی۔ (۷-اپریل) کو آسٹریا-جرمنی اور اٹلی نے بھی بلغاریہ کی خود مختاری تسلیم کر لی۔ اب بلغاریہ یورپ میں ایک خود مختار حکومت ہے۔

ادھر بلغاریہ اپنی خود مختاری کیلئے کوشاں تھا۔ ادھر ۱۳-اپریل کو قسطنطنیہ میں وہ شورش ہوئی جو ہمیشہ تاریخ عالم میں یادگار رہیگی۔ ۶-اپریل کو جس قہمی افندی اڈیٹر سر سبسی کو جو دستور کے خلاف تھا کسی نے قتل کر دیا۔ علما اور عوام میں نو جوان تر کو تکی طرف سے بدظنی پیدا ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۳-کوسٹ ہنگامہ ہو گیا جس میں وزیر عدالت قتل ہوئے اور وزیر جنگ کو زخم پہنچا۔ دوسرے روز نئی وزارت قائم ہوئی۔

توفیق پاشا وزیر اعظم ہوئے۔ (۱۵-ک) ناظم پاشا گریزن اور اول آرمی کور کے
 کمانڈر مقرر ہوئے اور انہوں نے فوراً ہی تمام افسروں کو جو قید ہو گئے تھے رہا کر دیا۔
 ۱۷-کوسالونیکا اور ادرہ کی باغی فوجیں قسطنطنیہ کے قریب آگین (۱۸-ک) کوٹر کی پارٹی
 کا خفیہ اجلاس ہوا۔ ۲۲-کوسالطان عبدالحمید اپنے آخری رسم سلاطین کیلئے نکلے
 اور اسی روز شوکت پاشا فوج باغی کے کمانڈر مقرر ہوئے (۲۴-ک) باغی فوج
 قسطنطنیہ میں داخل ہو گئی (۲۵-ک) انہوں نے محل سلطانی پر قبضہ کر لیا (۲۷-ک)
 سلطان عبدالحمید خان معزول کیے گئے۔ اور رشاد آفندی سلطان محمد خامس کے
 لقب سے سلطان ہوئے۔ (۲۸-ک) سلطان معزول سلونیکا روانہ کیے گئے۔ اسکے
 بعد ٹرکی میں اصلی حکومت شوکت پاشا کی اور برائے نام حکومت سلطان محمد خامس
 اور پارلیمنٹ کی قائم ہو گئی۔ (۳۰-مئی) کو توفیق پاشا نے مع اپنے ساتھیوں کے وزارت
 سے استعفا دیا اور (۵-مئی) کو سلطان نے سلمی پاشا کو وزیر مقرر کیا۔ نوجوان ترکوں
 نے دستور کی آڑ میں اپنے مخالفین سے جو شدید انتقام لیا وہ ظلم و تشدد کا مہیب
 واقعات میں نمایاں طور پر ہو یا رہ گیا۔ اس سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ عرصہ کے بعد
 سلطان نے قسطنطنیہ سے باہر قدم رکھا اور برسہ اور دوسرے مقامات کو گوا۔ ۲۹-ستمبر
 کو حلبی پاشا نے وزارت عظمیٰ سے استعفا دیا اور (۳۰-ستمبر) کو حقیقی پاشا وزیر اعظم مقرر ہوئے۔
 سلطان عبدالحمید خان کے عزل کے بعد شاہ ایران کو بھی تخت سے جدا ہونا
 نصیب ہوا۔ شاہ نے دستور طلبو نہر جو سختیاں کیں تھیں اسکے سبب سے علاقہ

بغاوت عرصہ سے ہو رہی تھی۔ نوبت یا بنجار سید کہ (۱۲-۱۳) پاریس کو روسی فوج ایران کی جانب روانہ ہوئی اور (۲۴-۲۵) اپریل کو دو ہزار چھ سو روسی تہ تیغ میں داخل ہو گئے (۵-۶) مئی کو شاہ نے دوبارہ دستور کا اعلان کیا مگر اسپر قائم نہ رہا (۷-۸) جولائی کو مزید روسی فوج ایران میں داخل ہوئی اور قومی گروہ اور شاہی گروہ میں انہیں دنوں میں بے درپے مقابلے ہوئے اور آخر (۱۳-۱۴) جولائی کو نیشناست طہران میں داخل ہو گئے اور (۱۶-۱۷) کو شاہ کو معزول کر کے انکے بڑے بیٹے میرزا احمد کو تخت نشین کیا۔ بعد طے ہو جانے معاملات باہمی کے ۹- ستمبر کو شاہ سابق طہران سے روانہ روس ہوئے۔ یہ پرجوش قومی فریادی بھی مالیہ ایران کو درست نہ کر سکا اور (۴-۵) ستمبر کو پارلیمنٹ نے طے کیا کہ بیرون ملک سے قرض لیا جائے اور مالیہ کی درستی کیلئے بورو میں مقرر کیے جائیں۔

جنوبی افریقہ کی مختلف نوآبادیاں جو زیر حفاظت برطانیہ عظمیٰ خود مختار تھیں حکومت کرتی تھیں انہیں یہ خیال پیدا ہوا کہ سب متفق ہو کر شل ممالک متحدہ امریکہ یا آسٹریلیا کی ایک سلطنت ہو جائیں۔ چنانچہ (۲-۳) فروری کو کیپ ٹاؤن میں ایک خاص مجلس اس غرض سے ہوئی اور طے پایا کہ پارلیمنٹ کی نشست کیپ ٹاؤن میں ہو حکومت کا صدر یہ ٹیویا ہوا اور عدالت کا صدر بلوم فانتین۔ (۱-۲) مارچ کو اس ایکٹ کا مسودہ شائع ہوا۔ ٹرانسوال اور کیپ ٹاؤن کی پارلیمنٹوں نے اسے منظور کر لیا مگر نیاں نے مخالفت کی اگرچہ بعد کو اسے بھی اپنی منظوری دیدی۔

جنوبی افریقہ سے یہ ایکٹ پاس ہو کر انگلستان کی پارلیمنٹ کی منظوری کیلئے گیا (۲- اگست کو) ہاؤس آف لارڈز میں اور (۱۹- اگست کو) ہاؤس آف کامنز میں بلاتریمیم پاس ہو گیا۔ اس ایکٹ میں ہندوستانی تارکان وطن اور دیسی اقوام حقوق انسانیت سے حسب طرح محروم کیے گئے ہیں اسکی ترمیم کیلئے علاوہ ہندوستانیوں اور دیسیوں کے بہت سے نیک نسل انگریز دن نے بھی کوشش کی مگر ایک پیش نہ گئی۔ ہاؤس آف کامنز میں یہ ترمیم ۵۵ بمقابلہ ۵۵ کے نامنظور ہوئی۔ کیپے قاہرہ تک جس ریل کے بننے کی تجویز ہے اس میں بڑی ترقی ہوئی اور اب یہ ریل حدود کاٹنگو تک پہنچ گئی ہے۔

مصر کے بھی اس سال میں کچھ نہ کچھ فائدہ حاصل کر لیا۔ (۵- فروری کو) قاہرہ میں مجلس قومی کا افتتاح ہو گیا۔ گرجوش اصحاب کامل آزادی کے مقابلہ میں اسے لا حاصل سمجھتے ہیں چنانچہ نوجوانان مصر کی دوسری کانگریس حریت مصر کیلئے دسمبر میں بمقام جنیوا منعقد ہوئی۔ لیکن جو لوگ قدم قدم مدارج ترقی طے کرنا چاہتے ہیں وہ قومی مجلس کے افتتاح سے بہت کچھ راضی ہیں۔ مصر کیلئے یہ امر بھی اس سال کی یادگار ہیں باعث فخر رہے گا کہ خدیو نے حج سے مشرف ہو کر قدیم خلفاء کی سنت کا احیاء فرمایا۔

چین و جاپان نے بھی شاہراہ ترقی میں قدم آگے بڑھائے خاص کر چین میں بہت سی جدید اصلاحات ہوئیں۔ پکن سے گلگان تک چینوں نے اپنی خاص

اپریل ۲۲ میل کی تیاری کی اور ۳۰ اکتوبر سے وہ جاری ہو گئی۔ چایانیون نے کورییا پر اپنا قبضہ مستحکم کر لیا۔ پرنس اٹیو یارن کے معاہدہ کیلئے گئے۔ وہاں ایک پاشا نے کورییا نے انھیں قتل کر دیا اور کورییا پر چایانیون کا تشدد اور زیادہ ہو گیا۔

امریکہ میں بھی اس سال پریسیڈنٹ کا نیا انتخاب ہوا اور (۴- مارچ کو) مسٹر ٹیفت جدید پریسیڈنٹ مشہور ہوئے۔

مختلف سلطنتوں کے تعلقات

سلطنتوں کے باہمی تعلقات میں زیادہ کشیدگی نہیں پیدا ہوئی بلکہ اس اعتبار سے یہ سال اچھا گزرا۔ ملک معظم نے جو طریقہ اختیار کیا ہے وہ ہمیشہ کامیاب ثابت ہوا ہے یعنی مختلف شاہان یورپ کے ملاقات کرتے رہنا۔ اس سال ملک معظم پیرس (۶- مارچ) اور مائٹا (۲۱- اپریل) تشریف لگئے۔ سابق بلکہ روس (۵- مارچ کو) اور سیموٹو شاہزادہ جاپان (۵- جون کو) لندن آئے۔ ۲- اگست کو زار روس ملک معظم سے ملنے کاؤس میں آئے اور (۱۵- نومبر کو) شاہ جرمنی میں ملک معظم کے مہمان ہوئے۔ قیصر جرمن نے شاہنشاہ آسٹریا سے (۱۴- مئی کو) وائٹا میں ملاقات کی اور (۱۶- جون کو) مجور کا مین زار روس سے ملے۔ زار روس (۲۶- جون کو) اسٹاکہام آئے اور (یکم اگست کو) بندرگاہ جبر پورگ میں پریسیڈنٹ فرانس سے ملاقات کی۔

لیکن بادشاہوں کی ملاقاتوں سے زیادہ اہم جو اس سال واقع ہوا
 وہ ایک ملک کے قائم مقام و سرکار کے ملک کا محمان ہوتا ہے۔ اگر اس پیش
 نے ترقی کی تو مفادِ خلافت اور اس نامہ کے لیے بہت ہی مفید ثابت ہوگا۔
 چنانچہ (۱۳ مئی کو) برٹن میں سیلٹی کے چند ممبران مع جیرمین بطور عمان لندن
 کا رپوریشن کے لندن آئے۔ (۲۰ جون کو) برٹش لیمبر پارٹی کے ممبر جیرمین
 گئے۔ (۲۰ جون کو) روسی ڈیوما اور کونسل آف ایسپائری کے ممبر لندن آئے۔
 ملک مستظم تھیں (۲۵ جون کو) ان ممبروں سے ملاقات کی مری پارلیمنٹ کے
 بھی چند ممبر لندن آئے اور (۲۲ جولائی کو) گورنمنٹ کی جانب سے انھیں ہاؤس آف
 کامنس میں دعوت دی گئی۔

مستندین الاقوام کا نفرین بھی اس سال میں منعقد ہوئے۔ لیکن
 فروری کو شکھاسے میں افیون کی بین الاقوام کانفرنس ہوئی اور اسکے نتیجے کے
 طور پر یہ طے ہوا کہ اگر چین خود افیون کی کاشت نہ برہائے تو ہندوستان رفتہ
 رفتہ افیون کا بھیجا کم کر کے آخر میں بالکل بند کر دیا جائے گا۔ (۲۰ اپریل کو) خور توکمی طلب
 حقوق کی بین الاقوام کانفرنس لندن میں منعقد ہوئی اور (۲۰ جون کو) اسی باپتخت
 میں کمیونار علی کی بین الاقوام کانفرنس کا انعقاد ہوا۔ (۲۸ اگست اور مابعد
 تاریخوں میں) بین الاقوام طبی کانفرنس بدالیکٹ میں ہوئی اور انھیں تاریخوں میں
 پیرس میں بین الاقوام تجارتی کانفرنس ہوئی (۲۰ ستمبر کو) بین الاقوام پیرس

کانفرنس لندن میں شروع ہوئی تیس ممالک کے قائم مقام موجود ہے۔ سب سے اہم بین الاقوام کانفرنس (۱۲- اکتوبر کو) امریکہ میں منعقد ہوئی۔ یہ کانفرنس علاج و دق کی تحقیقات کیلئے منعقد ہوئی تھی۔ انھیں تاریخوں میں ہندوستان میں طیارہ کی تحقیقات کیلئے کانفرنس ہوئی (اگرچہ کانفرنس انٹرنیشنل نہ تھی مگر ہندوستان کیلئے بہت ہی اہم تھی)۔

بہت سے نئے معاہدات بھی اس سال مختلف اقوام کے درمیان ہوئے (۶- مارچ کو) انگلستان اور سیام کے درمیان بنگاک میں ایک جدید معاہدہ ہوا جسکے دو سے سیام کے تین صوبے ریاستہائے ملایا میں زیر حفاظت برطانیہ شامل کیے گئے۔ (۱۱ جون کو) معاہدہ کی نقل شائع ہوئی اور (۲۶- جولائی کو) یہ صوبجات کلیئہ انگریزی حکومت میں منتقل ہو گئے۔ فرانس اور جرمن کے درمیان مراکو کی نسبت جو اختلافات تھے وہ (۹- فروری کو) بذریعہ ایک معاہدہ کے طے ہو گئے۔ ۹- اپریل کو انگلستان، اطالی اور جرمنی نے آسٹریا کے ساتھ بوسینا اور ہرزیگوینا کا الحاق منظور کر لیا۔ اور معاہدہ برلن کی دفعہ ۲۵ کا عدم ہوجی (۲۶- جولائی کو) انگریزی، روسی، اطالی اور فرانسیسی فوجوں نے کریٹ کا تحلیہ کر دیا۔ (۶- اگست کو) سیف جاپان نے چینی گورنمنٹ کو اطلاع دی کہ آئینک چین ریلوے کے متعلق جاپان اب آزادانہ کارروائی کریگا اور چینی گورنمنٹ کا اتفاق کا انتظار نہیں کریگا۔ مگر یکم ستمبر کو چین و جاپان کے درمیان قابل اطمینان معاہدہ ہو گیا۔

جنگ

دولتِ اُریان بھی اس سال پیش آئین۔ ”جنگ مراکو و اسپین“۔ (جولائی/میں)
 اہل مراکو نے اسپین کی زیادتی سے عاجز آکر مقام ریف میں اپنا حصہ کیا۔ اور
 ابتداً سخت نقصان اُچھینی (فوج کو پہنچا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میلدو اور بارسیلیو نام سے
 شروع ہو کر تمام اسپین میں شورش پھیل گئی لیکن آخر اہل مراکو کو دینا پڑا اور
 دونوں ملکوں میں صلح ہو گئی۔ اس جنگ کے نتیجہ کو طور پر ایک اور اہم واقعہ طویل
 پذیر ہوا۔ سینر ڈرنے گورنمنٹ اسپین کی کارروائی جنگ پر اعتراضات کیے
 گورنمنٹ نے اپنی شرکت بغاوت بارسیلیو نامہ جرم عالم کیا انہوں نے ۱۱ اکتوبر
 کو اس شرکت سے انکار کیا۔ مگر گورنمنٹ کے حکم سے انہیں (۱۳۔ اکتوبر کو) قلعہ
 مانچگ میں گولی مار دی گئی۔ سینر ڈرنے کوئی معمولی شخص نہ تھا اور گورنمنٹ کی
 یہ کارروائی معمولی کارروائی نہ تھی۔ لندن۔ روم۔ پیرس وغیرہ مقامات پر
 سخت ہنگامہ ہو گئے۔ تمام یورپ نے گورنمنٹ اسپین کے اس فعل پر
 لعنت کی۔ گورنمنٹ کے مخالفین کو بھی موقع ملا اور انہوں نے بھی سخت
 اعتراضات کئے۔ مجبوراً وزیر کو استعفا دینا پڑا اور جدید وزارت قائم ہوئی۔
 فرانس نے مراکو پر فوجی قبضہ قائم کر رکھا ہے (۱۳۔ نومبر کو) ہسپانیہ
 پارلیمنٹ میں بعض ممبران نے اس قبضہ کے اٹھا لینے کی تحریک کی مگر دائیہ مقابلہ

(۲۲۲) یہ تحریر ایک مسترد ہو گئی۔

دوسری تحفیف جنگ نکاراگوان میں ہوئی۔ دو امریکن نکاراگوان میں مارے گئے۔ ممالک متحدہ امریکہ نے پریذیڈنٹ نکاراگوان سے جواب طلب کیا۔ ۲۔ دسمبر کو دونوں ملکوں میں تعلقات منقطع ہو گئے۔ (۲۴)۔ دسمبر کو جنرل سٹریڈا کی فوج نے گورنمنٹ نکاراگوان کی پوری فوج کو گھیر لیا۔

باوجود اس دوا مان کے تو نوٹین جنگی تیاریاں زور شور سے ساتھ جاری رہیں۔ ایٹک ڈیٹاٹ اول درجہ کا جنگی جہاز تھا اور ایسی تیاری پر جبر من اور انگلستان میں رقابت تھی اور ہر ایک اپنی پوری کوشش صرف کر رہا تھا۔ لیکن اب جبر من نے ایک ترقی شدہ ڈیٹاٹ بنایا ہے جو موجودہ ڈیٹاٹ سے بہت زیادہ خطرناک ثابت ہوگا۔ انگلستان بھی اسی قسم کے جہاز بنانے پر آمادہ ہوا ہے۔ اس سال کے اندر سات اول درجہ کی سلطنتوں نے ۶۶۔ ارب روپیہ جنگی طاقت پر صرفت کر دیا ہے۔

حادثات

ہندوستان اس سال کسی بڑے حادثے سے محفوظ رہا۔ اگرچہ طاعون تمام سال موجود رہا مگر کچھ بھی اسکی شدت میں کمی رہی۔ (۱۰)۔ فروری کو زلزلہ سے جو صد نمینیلپس کو پہنچا ہے وہ تباہی پو پیا سی کی طرح ہمیشہ صفحہ روزگار پر عیاں

ہیگا چشم زدن میں شمر کے شہر تباہ ہو گئے۔ لیکن اس موقع پر بھی متمدن قوموں کی اعلیٰ قابلیت کا مدہمی ثبوت ملتا ہے کہ کیونکر سارے دنیائے اس نقصان کی تلافی میں کوشش کی۔ ۱۰۔ فروری کو زلزلہ آیا اور ۲۰ مارچ کو لندن کا چندہ بند ہوا۔ اسے عرصہ میں تیس لاکھ سچاسی ہزار چندہ جمع ہو گیا۔ ۱۱۔ دسمبر کو شاہ لیوپولڈ والی بلجیم کا انتقال ہوا۔ کنگو مین ظالمانہ غلامی اسی بادشاہ نے قائم کر رکھی تھی اور یہ امید نہیں کہ اس کے جانشین اسے ترک کر دیں۔

علمی ترقیات

اس ضمن میں اس سال دو امور خاص طور پر قابل ذکر ہیں اولاً دریا قطبین دوسرے ہوائی جہاز کی ترقی۔

(۲۳۔ مارچ کو) فنشٹ شکٹن جزیرہ اسٹوارٹ میں جہاز سے اترے اور لندن کو تار دیا کہ انھوں نے قطب جنوبی کے سومیل کے اندر یونین جیک (علمِ برطانیہ) نصب کیا ہے۔ (۱۲۔ جون کو) وہ لندن پہنچے اور اپنے سفر کے حالات سے دنیا کو حیرت میں ڈال دیا۔ ابھی یہ حیرت ختم نہ ہوئی تھی کہ یکایک یکم ستمبر کو رومانیہ بر دسل کے ڈاکٹر کوک کا تار ملا کہ وہ ۲۱۔ اپریل ۱۹۰۹ء کو قطب شمالی پہنچ گئے تھے۔ ۴۔ ستمبر کو وہ کوپن ہیگن پہنچے اور انکا استقبال اس شان سے ہوا جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوا ہو گا۔ خود شاہزادہ ڈنمارک نے کشتی پر

جا کر اٹکا استقبال کیا۔ علمی مجالس اعلیٰ سے اعلیٰ خطابات دیے مگر اسی اثنا میں
 ۶۰۔ ستمبر کو گورنر میوز فاؤنڈیشن کو بے تاریخ رسائی کے ذریعہ سے پیغام پہنچا کہ
 کمانڈر سپریم نے اپریل ۱۹۵۹ء میں قطب شمالی دریافت کیا تو رپ اور امریکہ کے
 اخبارات میں جس شد و مد سے اس اختلاف پر بحث ہوئی شاید کسی بڑی جنگ کے
 موقع پر بھی ایسی شد و مد کے مباحث نہ ہونگے۔ کمانڈر سپریم نے ڈاکٹر کوک کو
 غلط بیان قرار دیا۔ بالآخر (۱۲۔ اکتوبر کو) ممالک متحدہ امریکہ کی قومی مجلس مغربیہ
 نے ایک کمیٹی مقرر کی کہ دونوں دعویٰ داروں کے کاغذات تحقیقاتی کا معائنہ
 کرے۔ مگر کوپن ہیگن یونیورسٹی نے معائنہ کے لیے اپنا استحقاق مقدم سمجھا۔
 کاغذات وہاں بھیجے گئے۔ ۲۱۔ دسمبر کو یونیورسٹی کی مجلس نے فیصلہ کر دیا کہ
 ڈاکٹر کوک کے کاغذات سے ان کے قطب شمالی تک پہنچنے کا ثبوت نہیں ملتا۔
 اور فتح کمانڈر سپریم کو حاصل ہوئی۔ دوسری قوموں کے حوصلہ مند کو بھی قطب شمالی
 تک پہنچنے کی خواہش ہوئی۔ جرمن مین کوٹ زپلن نے ہوائی جہاز کے ذریعہ
 قطب شمالی تک پہنچنے کیلئے ایک کمیٹی قائم کی۔ انگلستان میں بھی اس خیال
 کی تحریک ہوئی مگر ابھی تک کوئی نتیجہ نہیں پیدا ہوا۔

ہوائی جہاز میں مختلف کامیابیاں اس سال ہوتی رہیں اور ان میں
 یہاں تک ترقی ہوئی کہ اب سلطنتوں نے جنگی اعتبار سے اسکی جانب نظر ڈالی،
 چنانچہ (۱۲۔ مئی کو) انگلستان کے محکمہ بحری کی جانب سے ایک خاص کمیٹی اس سلسلہ پر

غور کرنے کیلئے لندن میں منعقد ہوئی۔ اس سال مختلف اشخاص جو کامیابی
اس بارہ میں حاصل کی ہے وہ مختصراً درج ذیل ہے:-

(دیکم اپریل) کونٹ ز پلن نے اپنے ہوائی جہاز پر برلن سے منچہک
مسافت طے کی (۲۰ جون) مسٹر لیتیم نے اپنے ہوائی جہاز پر فرانس سے آئر کر
انگلستان بھیجنے کی کوشش کی۔ آٹھ میل سمندر میں آکر موٹر بگڑ گیا۔ اور جہاز
گرہڑا لیکن فرانسیسی کشتی ہار بن نے انھیں مع انکے ہوائی جہاز کے بچایا مگر
(۲۴ جولائی) ایم۔ بلیئرٹ نے کامیابی کے ساتھ اپنے ہوائی جہاز پر انگلش چنیل
کو طے کیا۔

(دیکم اگست) کو کونٹ ز پلن نے اپنے ہوائی جہاز پر دوسو میل کا سفر طے
کر کے فرینکفورٹ پہنچے۔

(۲۴ اگست) مقام ریم میں ہوائی جہازوں کا مقابلہ ہوا جہاں ایم
بلیئرٹ نے بہت کامیابی حاصل کی ۲۷۔ اگست کو سب سے بڑا انعام بیس ہزار کا
ایم۔ فارمین کو ملا۔

(۲۰ ستمبر) ایم۔ روجر ۶۶ فٹ کی بلندی تک اڑا۔ (دیکم نومبر) بروک لیتیم
میں ایم۔ پالین تین گھنٹہ میں ۹۶ میل اڑے بلندی ۸۰۰ فٹ تھی۔ (دیکم دسمبر)
مسٹر لیتیم دو گھنٹہ اندھی میں اڑتے رہے۔

کئی اشخاص کو اس کوشش میں سفر آخرت اختیار کرنا پڑا مگر زندہ قوتیں

کب اسکی پرواہ کرتی ہیں۔ چنانچہ (۲۲- ستمبر کو) مسٹر فریر ہوائی جہاز سے کرکر مرگئی اور (۶- نومبر کو) سینر فرینڈ کو بھی یہی واقعہ پیش آیا۔

علمی دنیا میں اور بھی بہت سی دلچسپ باتیں اس سال تحقیق ہوئیں اور عمل میں آئیں (۲۰- فروری کو) ایم فلیمنز فرانسسی نے اعلان کیا کہ مشاہدات سے یہ طے ہو گیا ہے کہ دن رات میں زمین دو بارہ دو جزر و بحیر کے وقت ہل جاتی ہے (۲۵- اگست کو) ڈیوک آبروزی ہالیہ پر جو بیس ہزار فٹ تک چڑھ ہے۔ اب تک ہالیہ پر اتنا بلند چڑھنے میں کسی نے کامیابی نہیں حاصل کی۔ علمی ترقی کا ایک نیا کرشمہ ۲۱- اکتوبر کو نمایاں ہوا جب ملک معظم نے انگلستان سے صرف ایک ٹین دبا کر مانٹریل (کناڈا) کے ایک اسپتال کا افتتاح کر دیا۔

نرخ کمہ زمانہ اس طرح گزرا اور گزرتا، البتہ جو کل تھے وہ آج نہیں ہیں اور جو آج ہیں وہ کل نہ رہینگے۔

بسیار بگشت است و در خواہ گشت
این گنبد لاجوردی و زرین طشت
یک چند ز اقضا، دوران قضا
مانیز خو دیگران رسیدیم و گزشت



ماہ گزشتہ

اگرچہ صرف فوری کے واقعات اس پرچے میں دینا چاہتا تو مگر چند اہم واقعات جنوری کے بھی بہت ہی مختصر سے لکھ دیے جاتے ہیں

جنوری

۴-۵ جنوری کو کل صوبجات ہند کی جدید کونسلین اپنے اپنے صدر مقامات پر منعقد ہوئیں۔ جبرق نے حلف یے اور دلسیرے کی کونسل کیلئے قائماتو کا انتخاب ہوا۔ اور ۲۵- کو جدید امپریل کونسل کا اجلاس کلکتہ میں ہوا۔ انگلستان میں یہ مینڈا کش کا تھا اور یونا زک صورت معاملات کی پیش ہو گئی جی ای ٹک ہنرین کیا جاسکا کہ نتیجہ کیا ہوگا۔ الکشن کا نتیجہ حسب ذیل ہوا۔ لیبرل ۲۵۵ کنفرٹو ۲۰۷ لیبرل نیشنلسٹ ۸۲ برل گورنمنٹ قائم ہی مگر انکا حصہ لیبرل ورثہ شہسٹ جمیز لکی امارہ پر ۱۷- کو آباد میں یونیورسٹی سنٹ ہال کا سنگ بنیاد ہزار آنے نصیب کیا۔ ۲۱ سے ۲۴ تک کالیسٹہ کانفرس کا اجلاس آگرہ میں ہوا۔ ۲۱- کو پہلی کامٹ دستارہ دما جیسے

پہلی نے دریافت کیا تھا) افق ہندوستان برنمایاں ہوا شروع ہوا۔ ۲۲- کو شمس العلماء محمد حسین آزاد کا انتقال ہو گیا۔ ۲۴- کو خان بہادر شمس العلماء عمارت ہانی کو رٹ کلکتہ کے اندر ایک انارکٹ کی گولی سے مقتول ہو۔ ۲۶- سے دہلی میں زیر صدارت پرنس اراکٹ مسلم لیگ کا جلسہ ہوا۔ ایکٹ ۱۹۸ کا نفاذ کل ہندوستان میں ہو گیا۔ ٹرانسوال کے ہندی قارکان دہن کے لیے جیجا جلسے ہوئے اور امداد کے لیے روپیہ جمع کیا گیا۔

فروری

۱- الکشن کے بعد مسٹر الیکو تہ کینسل اور مسٹر لایہ جارج اور مسٹر پرنس پیرس روانہ ہوئے۔ یونان میں نئی وزارت قائم ہوئی۔ ایم ڈریگوس وزیر اعظم ہو۔ دریا سین کی طغیانی کم ہونا شروع ہوئی چالیس مین (۶۰ کرو روپیہ) کے نقصان کا اندازہ کیا جاتا ہے۔ ہرنرا تا تھ گپتا کو ہانی کو رٹ کلکتہ سے بھانسی کا حکم ہوا۔ آنر بل فصل بہانی کریم بہانی کی تحریک سے علی گڑھ کالج میں ولایت کی تعلیم کیلئے فنڈ قائم ہوا اور خود انھوں نے دس ہزار روپے

<p>۲۔ لفٹنگ گورنر پنجاب نے قلعہ دہلی میں دربار عام کیا۔ کہ چین میں ایک بیونو سٹی قائم کیا ہے۔ اولاً بچا پس ایتنہ ہر کی پارلیمنٹ بند کر دینی تجویز ہوئی۔ کونسل قانونی سیلون کی اصلاح کی نسبت طے ہوا کہ یہی موجودہ مزید دولاکھ پاؤنڈ کی۔</p>	<p>۳۔ مسٹر میر علی کولندن میں ڈنوریا ہاؤس آف لارڈز نے کہا کہ اگر بیوی کو تسلل اور ہاؤس آف لارڈز کا الٹی صیغہ ایک ہو جائے تو مسٹر میر علی ہاؤس آف لارڈز میں شامل ہو جائیگا۔ ڈنوریا گلاں کی پردہ پارٹی میں ستر لیڈیان شریک ہونگے۔ چارٹرڈ شس جہاز بونٹان کو روانہ ہوئے۔ یونان نے ظاہر کیا کہ کریٹ کے قائم مقام کو شریک کرینا ارادہ نہیں ہے۔ جیو فیما میں سرکاری طور پر اعلان کیا گیا کہ بلناریہ کا ٹریکی سے جنگ کا ارادہ نہیں ہے۔</p>
<p>۴۔ مسلم لیگ (لندن) کے ڈسپویشن کو جواب میں سر ایف ہاٹ وڈ نے کیا کہ کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ رمضان کے متعلق ہدایات کی تعمیل نہ کی گئی ہو۔ اسکے متعلق ابھی خط و کتابت جاری ہے۔ ایتنہ ہر میں اعلان ہوا کہ قومی مجلس کا انتخاب دسمبر تک نہیں ہوگا اور اسمین صرف یونانی ہون گے۔ شمالی لینڈ میں فساد پیدا ہوا رہے لوگ مار گئے۔ رحیم خان کو فارسیں کامل شکست ہوئی اور وہ مع اپنے خاندان کے ردس کو بہاگ گئے۔ کونسل کا اجلاس کلکتہ میں ہوا اور جدید پریس ایکٹ کا مسودہ پیش ہوا۔ گورنمنٹ ہند نے لوکل گورنمنٹ کو ٹوکھا کہ لیٹیا کی مزید کارروائی جاری رہے۔</p>	<p>۵۔ یونانی سفیر متینہ قسطنطنیہ نے رفت پاشا ملاقات کی اور یقین دلایا کہ یونان کی پالیسی صلح کی ہے۔ طینیانی پریس کیلئے لندن میں بچا پس ہزار پونڈ ۶۔ ایگس فورڈ اور کیمبرج میں یہ معاملہ پیش ہوا</p>

جمع ہو۔ گورنر روسی تانے رحیم خان اور اوٹکے
خانہان کو روسی حدود میں آئینی اجازت دی مگر انکو
ساتھیوں کو روک دیا۔ ممالک متحدہ امریکہ اور جرمن
میں تجارتی معاہدہ ہو گیا اور تجارتی جنگ برط
ہوئی۔ شاہ سوئیڈن پر عمل جراحی کیا گیا۔
۶۔ علاء السلطان کے جواب دربارہ تحلیل و زوج کو
مجلس ایران نے ناکافی سمجھا وہ اپنی جگہ سے مستعفی
ہو کر اور عارضی طور پر صغیر الملک زریخار جہ پور
ہو کر۔ درز آفرانس نے بیس ملین فرانک پارلیمنٹ
سے طلب کیے تاکہ مصیبت ننگان سیلاب کی مدد کی جا سکے۔
۷۔ صوبہ متحدہ کی کونسل کا اجلاس کلکتہ میں منعقد
ہوا۔ سلطان ترکی نے اپنا ایک ماہ کا وظیفہ بحری
خزینہ میں دیدیا۔
۸۔ کونسل وائسرائے میں جدید پرس ایکٹ پاس
ہو گیا۔ اور وائسرائے نے فرمایا کہ جلا وطن رہا کر دیے
جائینگے۔ برٹش سفیر متعینہ سیکین نے حبشی گورنمنٹ
کو جواب دیا کہ اگلین ریلو کے متعلق بلا مشورہ
روس جاپان برٹش گورنمنٹ کوئی قطعی فیصلہ نہیں
کر سکتی۔ گورنر بمبئی نے اعلان کیا کہ یکم ستمبر ۱۸۵۸ء
۹۔ مسٹر ایسکوٹہ لندن واپس آگئے۔ دریا سین
میں ہرطینا فی مشرق ہوئی۔ امریکہ میں قرار پایا
کہ پیری کے جہاز روز دلٹ پر پہر ایک نم قطب
شمالی روانہ کجیے۔ کمانڈر پیری کو دس ہزار
ڈالر بطور تحفہ دیے گئے۔ انہوں نے کہا کہ وہ
اسے مم قطب جنوبی کیلئے صرف کرینگے۔ پولیس
نے بعد تحقیقات طے کیا کہ غصبہ پر داز مطبوعہ
جرمن سے چھپ کر ہندوستان نہیں آتے۔ اسپین
کی وزارت نے استعفا دیدیا۔ چین و جاپان
میں ڈاکخانہ کی نسبت معاہدہ ہو گیا منچور یا
میں جاپان کے چھ ڈاکخانہ رہینگے۔ امیرالبحرین
بجائے ترکی نے برطانیہ سے دوسرا امیر البحر طلب
کیا کیونکہ وہ مستعفی ہو گئے ہیں۔ تاپہ میں
مجلس طلب ہوئی تاکہ نرسوزین کے جدید معاہدہ
دمراعات پر غور کرے۔ آنگلشیمن نے ہائی
کورٹ میں دوبارہ ڈگری لاجپت راجا جلی کی۔
۱۰۔ جلسہ وزارت انگلستان منعقد ہوا۔ لیبر کانفرنس

<p>نے بلا استثناء کیا کہ ہاؤس آف لارڈ معدوم کر دیا جا۔ رحیم خان کے اخراج کی نسبت یہاں نے روس کو لکھا۔ پارلیمنٹ فرانس نے مصیبت زدگان سیلاب کیلئے نہیں ملین ڈالر کی امداد منظور کی۔ شملہ میں خفیف زلزلہ آیا۔ ریاست بہاولپور نے محمدان ایجوکیشنل کانفرس کیلئے بارہ سو روپہ سالانہ کی امداد مقرر کی۔</p>	<p>سے نقصان پہنچا ہے۔ اڈمیٹریٹا بادی (کلمتہ) کو بلیٹ سٹیش ایک برس کی سزا ہوئی۔</p>
<p>۱۱۔ کلمتہ میں ایمریل لیگ قائم ہوئی۔ اسکا موجودہ شورش انگیز خیالات کا بیان ہے۔ امریکہ میں یہ خیال پیدا ہوا کہ جاپانی مزدور امریکہ سے خارج کر دیے جائیں۔ ایران میں وہی افواج کی موجودگی پر کرنے سے روس نے انکار کر دیا۔ گورکھپور کی قاعدین پانچ اشخاص مقتول اور چھ زخمی ہوئے۔</p>	<p>۱۲۔ شملہ میں زلزلہ محسوس ہوا۔ مسٹر ایسکو میتھ نے ملک معظم سے ملاقات کی۔ مولائی حقیقہ ڈفرنسی قرضہ کے اعداد پر دستخط کرنے کی قبل غور کرنی مہلت چاہی۔ بینک آف فرانس نے وعدہ کیا کہ گورنمنٹ کی ذمہ داری پر وہ چار ملین قرض بلا سود پانچ برس کیلئے ان تاجروں کو دیگا جنکو طبعانی</p>
<p>۱۳۔ ریاست بسترہ صوبجات متوسط میں خوشی اقوام نے بغاوت کر دی۔ گورنر ممبئی نے جیل طلباء کے ہوش (ممبئی) کا افتتاح کیا۔</p>	<p>۱۴۔ پارلیمنٹ انگلستان کی نشست شروع ہوئی۔ مسٹر ہربرٹ گلڈ اسٹن نے لارڈ کا خطاب لینا قبول کیا۔ چین کی بغاوت خفیف ثابت ہوئی۔ پرنس اریو کے قاتل کو سزائے موت کا</p>

<p>۷۔ وزارت اگلستان کا جلسہ ہوا اسکے بعد مسٹر السیکو تہ ملک معظم سے ملے اور پھر جلسہ ہوا۔ جاپان نے چین کو اطلاع دی کہ اسے اگین ریلوے کی تعمیر سے اختلاف نہیں بشرطیکہ اسے ہی حصہ یا جا سے کی کمپنیاں قائم ہو رہی ہیں ایک کمپنی کا پریکٹس شائع ہوا اور آدھ گھنٹہ کے اندر کل سرمایہ جمع ہو گیا ملار شمالی لینڈ نے حدود برٹش میں حملہ کیا اور ۴ ہزار اونٹ لے گیا۔ ڈیوک آف ڈری نے میو رن میں کچر دیا کہ کیونکہ وہ ہالیوڈ پر ۲۵۵ فٹ چڑھے۔</p>	<p>حکم ہوا اور اسکے دو ساتھیونکو تین برس اور ڈیڑ برس کی قید دی گئی۔ چاند پور میں کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی۔ لفٹنگ گورنر جنکال جیو ریکو کا قتل کیا یہ ریل پچاس میل کی ہے۔ برما میں جداگانہ یونیورسٹی قائم کر نیکے لئے رنگون میں جلسہ ہوا۔ لفٹنگ گورنر برمانے گورنمنٹ ہاؤس میں دربار کیا تھلا مدارس) مقدمہ بم میں سزائے موت نہیں ہوئی بلکہ دس برس کی قید۔</p>
<p>۱۸۔ فرانس کے چند ممبران پارلیمنٹ سینٹ پیٹریک میں گئے۔ فرانس نے مولای حفیظ سے ۸۴ گھنٹہ کی اندرو معاہدہ قرض کی تصدیق چاہی۔ اسپرٹل کونسل کا</p>	<p>۱۶۔ سینٹ پیٹریک میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی گئی۔ علاوہ اور مسلمان روسا کے امیر خیرالہی موجود تھے۔ اسمین پانچزار اشخاص کی گنجائش ہے۔ ایک فرانسسیسی دستہ فوج سوٹوان میں قتل ہو گیا۔ مسٹر</p>
<p>اجلاس کلمتہ میں ہوا۔ مقدمہ علیپور میں مزید دو اشخاص کو سزا ہوئی۔ جدید کرنسی ایکٹ نافذ ہوا۔ ۱۹۔ کرپٹ اور اٹان میں زلزلہ محسوس ہوا۔ ڈاکٹر کوک جو عرصہ سے غائب ہو گئے تھے فرضی نام کے ساتھ سینگو ملک چلی میں وارد ہوئے۔ مسٹر اسمٹ نے اپنی رپورٹ میں ظاہر کیا کہ ہندوستان میں روٹی کی پیداوار ترقی کر رہی ہے اسکا اثر امریکہ کی روٹی پر</p>	<p>چیمبرلین پارلیمنٹ میں حلف لینے کو آئے بوجہ ضعف حرکت نہیں کر سکتے ہیں۔ بائین ہاتھ سے دستخط کیا۔ جرمنی اور کتاؤ کی تجارتی جنگ کا خاتمہ ہوا اور دونوں نے ایک دوسرے کی رعایت ملحوظ رکھی۔ روس اور برطانیہ نے شرائط قرض کی اطلاع وزارت خارجہ ایران کو دی۔ بارہ بجی میں ہیوٹ دیونگ اسکاوا کا افتتاح ہوا۔</p>

<p>پڑ گیا۔ ایک فرانسیسی فسر مع ایک سپاہی کے ضلع شاد بہ ملک تانچیر میں مقتول ہوا۔</p>	<p>شمس العالم کو کلکتہ میں پراسنی دیکھی۔ پٹیا لکے مقدرہ بغاوت میں ہمارا جہ نے حکم دیا کہ تمام مشتبہ لوگ ریاست سے خارج کر دیے جائیں۔ مولای</p>
<p>۲۰۔ خبر ملی کہ چکناٹر کلکتہ میں تقسیم کیا گیا۔ کسٹوڈ میں موجودگی چہ سومیران لینورسٹی عین مدین پورٹی قائم کرنے کیلئے جلسہ ہوا۔ ملا شمالی لینڈ نے برطانیہ کے دوست قبائل کے بیس ہزار اونٹ لوٹ لیے۔</p>	<p>حفیظ نے فرانسیسی مطالبات منظور کر لیے ڈلائی لاما کی جانب سے ایک ڈیپوٹیشن برٹش سفیر متینہ بیکن کے پاس آیا۔</p>
<p>۲۱۔ زراعتی کانفرس پوسا میں منعقد ہوئی ملک منظم نے پارلیمنٹ کا افتتاح کیا۔ مسٹر ایکوٹہ نے کہا کہ ہاؤس آف لارڈ کے اختیار متبج قوانین (میں) کردہ ہوس آف کامنس کی نسبت ایک رزولوشن</p>	<p>۲۲۔ بیرن ان اہرن تمال (دو زیر آسٹریا) اور ڈاکٹر وان بٹہ میں ہالوگ میں ایک گھنٹہ گفتگو ہوئی۔</p>
<p>جلد پیش کیا جائیگا۔ قاہرہ میں نظارت خارجہ کے باہر ایک مسلمان بیختناست نے بطرس پاشا وزیر اعظم مصر پر فیر کیے۔ تین زخم ہلاک گئے۔ اور پاشا کا اسیر و زانتقال ہو گیا۔ مسٹری۔ اس مانینگو نائب وزیر ہند مقرر ہوئے۔ طہران کے دولتمند سودا گردوں نے مجلس کو اطلاع دی کہ اگر برطانیہ اور روس کے قرضے ملک کے لیے مضر ہوں تو قرض نہ لیا جائے بلکہ وہ مزید ٹیکس دینے پر رضامند ہیں۔ دیندار ناتہ گیتا۔ قائل</p>	<p>۲۳۔ پارلیمنٹ انگلستان میں ایڈرس پر بحث ہوئی۔ مصر کی وزارت از سر نو مرتب ہوئی اور محمد سعید بے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ ڈلائی لاما کے ہانگنے کی خبر مشہور ہوئی۔</p>
<p>۲۴۔ ڈلائی لاما کے اینٹ مسٹر وانگ نے اسٹیسین کے نامہ نگار سو بیان کیا کہ چینو نکی زیادتی کے سبب سے ڈلائی لاما اسے روانہ ہوئے ہیں اور بیت جلد کلکتہ پہنچ گئے۔ چینو نکی سردار سکم تک انکا تعاقب کیا مگر وہ بچ گئے۔ مسٹر ایچ کاکنس ایک جلسہ میں کہا کہ ہاؤس آف لارڈ</p>	<p>۲۵۔ ڈلائی لاما کے اینٹ مسٹر وانگ نے اسٹیسین کے نامہ نگار سو بیان کیا کہ چینو نکی زیادتی کے سبب سے ڈلائی لاما اسے روانہ ہوئے ہیں اور بیت جلد کلکتہ پہنچ گئے۔ چینو نکی سردار سکم تک انکا تعاقب کیا مگر وہ بچ گئے۔ مسٹر ایچ کاکنس ایک جلسہ میں کہا کہ ہاؤس آف لارڈ</p>

ڈھالی لاما بہت تیز کوچ کر کے کیلیانگ میں آگئے۔	کی بہت زیادہ ضرورت اسلئے ہو کہ اسکا اثر ہندوستان پر خاص پڑتا ہو۔ اور کہ ایک دن آدھ گاجب
۲۶۔ بجٹ ہند کا پہلا مسودہ وائس کے کی کونسل	ہندوستانی والیان ملک ہی اسمین شریک ہو گئے
میں پیش ہوا۔ نئے ٹیکسوں کی تجویز ہونی نیٹال کے	مسٹر متر نے اہل انگلستان کو آگاہ کیا کہ لارڈ کے
وزرا کا خیال ہے کہ اسپرل گورنمنٹ ہندوستانی	خلاف بے سمجھے ہو جسے کوئی کارروائی نکرین جس
قلیو کا نیٹال لانا بند نہ کریگی۔ مسوری وائس	ہندوستان میں پریشانی پیدا ہو۔ شاہ اور ملکہ
واقعہ قتل میں کارپل ایلین کو ہائی کورٹ الہ آباد	بلغاریہ بطور ضمانت زر کے باز سکوت میں آئے۔
پچھانسی کا حکم ہوا۔ میر پور خاص (سندھ) میں	مسٹر ونگڈی کو ڈھالی لاما کا تار ملا کہ وہ بحیرت
گوتم بدھ کے کچھ آثار پائے گئے ہیں۔	رینک (سک) پہنچ گئے۔
۲۷۔ مسٹر کے جی گیتا ٹیچر دن سے روانہ	۲۵۔ مسٹر اسپین جیمز لین کی ترمیم دربارہ اصلاح
کولمبو ہوئے اور وہاں سیکرٹری کراچ کو روانہ	تجارت ہاؤس آف کامنس میں نامنظور ہو گئی
انگلستان ہو گئے۔	اور ایڈریس بلا اختلاف پاس کیا گیا۔ چین میں
۲۸۔ سکرٹری آف اسیسٹنٹ ہند نے میزرا علی شاہ	حکم شاہی شائع ہوا کہ ڈھالی لاما اپنے عہد سے
بیگ (سابق دیوان ریاست جونا گڑھ) کو بجایا	علیہ کیے گئے اور احکامات مقام مقرر کیا جا۔ دریا
سید حسین بلگرامی کے اپنے کونسل کا مقرر کیا۔	سین کی طغیانی بڑھ گئی۔ کلکتہ میں دائرہ اسے
مسٹر اسکوت نے پارلیمنٹ میں تحریک کی کہ	کی کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ مسٹر گوگلے کی
۲۹۔ پارک مسائل مالی پیش کیے جائیں۔	تحریک بلا اختلاف منظور ہو گئی کہ دائرہ اسے
ایئر کے بعد وہ ہاؤس آف لارڈ کے متعلق	ایسے قلیون کو جو معاہدہ کر کے نیٹال جائیں جب
رزولوشن پیش کرینگے۔ جرمنی کی کمیٹی نمائش نے	جائیں روک نہیں۔ اور یہی مختلف قوانین پیش ہو
صلاح دی ہو کہ الہ آباد کی نمائش میں جرمن معقول	

غلط نام

حصہ اول				حصہ دوم			
صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۰۰	میعار	معیار	۲	۱۲-۱۱	تغیر سے کس قدر	تغیر سے زمین کس قدر
۲	۲	اشیا تک	اشیا تک	۵	۱۰	پونچمین	پونچمین
۳	۲	گار سے	گار سے	۱۱	۷	زمری	زمری
۷	۱۵	کر رہی	کر رہی	۱۶	۸	بہا	بہا
۹	۱۶	بیل	بیل	۷	۱۲	لیارہ	لیارہ
۱۳	۱۶	کیونکہ	کیونکہ	۱۳	۱۲	ہستین	ہستین
۱۹	۹	قانون	قانون	۱۷	۹	بانغ دیوار	بانغ دیوار
۲۰	۷	ہو گیا ہو	ہو گیا ہو	۱۸	۸	رکارٹون	رکارٹون
۲۱	۸	اسنے	اسنے	۲۱	۷	بظاہر	بظاہر
۲۴	۱۵	کیونکہ	کیونکہ	۲۳	۷	نقوش	نقوش
۲۷	۱۵	اطلاعات	اطلاعات	۳۳	۲	اسے	اسے
۲۸	۱۵	کیونکہ	کیونکہ	۳۴	۳	داروغہ	داروغہ
۲۹	۱۷	مین	مین	۳۸	۸	برون	برون
۳۰	۱	ہی	ہی	۳۹	۳	ورکی	ورکی
۳۹	۱	اخذ	اخذ	۴۰	۷	جزو	جزو
۴۴	۸-۷	قدار پونانی صرفہ کو	قدار پونانی صرفہ کو	۴۳	۱۴	پہنچا۔ لارڈ	پہنچا۔ لارڈ
۷	۱۰	خطری	خطری	۴۵	۸	خبرین	خبرین
۷	۱۵	نقد	نقد	۷	۱۷	کمرلو	کمرلو
۴۷	۵	آنے	آنے	۴۶	۱۱	(۷- اپریل کو)	(۷- اپریل کو)
۴۸	۷	نابت	نابت	۷	۷	دوتا سے	دوتا سے
۵۰	۱۳	لعلہو	لعلہو	۵۱	۷	اریپاٹر	اریپاٹر
۵۳	۱۶	دراس	دراس	۵۳	۳	انہر	انہر
				۵۹	۸	قارکان	قارکان
				۶۲	۱۲	جوہو	جوہو
				۶۳	۱۹	دیندرا	دیندرا
				۷	۱۷	پہنچین سے	پہنچین سے

یہ شور انگیز وحیرت افزا ناول آئندہ نمبر سے مسلسل
 شائع ہونا شروع ہوگا۔ اس کا ایک ایک سین
 قیامت خیز ہے۔ اگر آپ اسے دیکھنا چاہتے
 ہیں تو مستقلاً لِسَانُ الْعَصْرِ خرید لیجئے ورنہ بعد کو
 اس کی کا پیان ملت مشکل ہون گی اور اسی
 خیال سے ہم نے اس ناول کو پہلے نمبر میں
 نہیں شامل کیا۔

منیجر لِسَانُ الْعَصْرِ

دعوتِ اسلامی کی تاریخ

ہم جاری ہو چکا ہے
ہم ہے۔ جلد شرکت

مفتاح